تیرے میرے درمیاں
انا الیاس

ناول انا الیاس

تیرے میرے درمیاں

"یا اللہ کہاں چھپوں اگر وہ یہاں بھی پہنچ گئے تو......"

اور اس سے آگے وہ سوچ نہیں سکی۔ وہ تو کتوں کی طرح اس کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔ اگر حالہ ان کے ہاتھ لگ جاتی تو انہوں نے واقعی اسے چیل کوؤں کے آگے ڈال دینا تھا۔

ہال روڈ کا بہت مصروف علاقہ تھا۔ حالہ نے پاس کھڑی سفید آلٹو کو حسرت سے دیکھا کہ اگلے لمحے ہی وہ چونک گئی۔ اسے اس کے لاکس کھلے نظر آئے۔ کیا قسمت ایسے بھی مہربان ہو سکتی تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھتے جلدی سے دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹوں کے بیچ خود کو چھپا کر اپنا کالا دوپٹہ ایسے اوڑھا کہ کار کے کارپٹس کا ہی گمان ہوتا تھا۔

"اے اللہ! میں آپ کا نام لے کر سب چھوڑ آئی ہوں۔ آپ نے اس کار کا لاک کھلا رکھ کر میرا اس بات پہ ایمان پختہ کر دیا ہے کہ بے شک آپ سے بڑھ کر کوئی آپ کے بندے کی

حفاظت نہیں کر سکتا تو اے اللہ مجھے محفوظ ہاتھوں میں پہنچا دینا۔" ہالہ نے آنکھیں بند کر کے بڑی شدت سے اللہ کو مخاطب کیا تھا۔

"ضامن! کچھ خدا کا خوف کھا یار! کسی دن تیری اس بھلکو نیچر کی وجہ سے تجھے اپنی گاڑی سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے بیٹا۔" اسفند نے سفید آلٹو کی فرنٹ سیٹ کا ڈور کھولتے ہوئے ضامن کو لتاڑا۔

"پتہ نہیں یار مجھے کیسے بھول گیا۔" ضامن نے حیرت سے یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ کار کا لاک لگانا کیوں بھول گیا تھا۔

ضامن اور اسفند ہال روڈ اپنا لیپ ٹاپ ٹھیک کروانے آئے تھے۔ آدھے گھنٹے کا کام تھا۔ جیسے ہی وہ واپس آئے تو گاڑی کا لاک کھلا دیکھ کر اسفند کا میٹر گھوم گیا۔

"دل کرتا ہے پورا بادامیوں کا گودام تیرے نام کر دوں۔ تجھے سیکرٹ سروسز نے آخر کیسے لے لیا ہے۔ میں آج تک اس بات پہ حیران ہوں۔ اللہ ہی پوچھے تجھے۔" اسفند کے طعنے وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال رہا تھا۔ اپنی جان لیوا مسکراہٹ سے مسکراتے ہوئے اس نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا اور بے اختیار قہقہہ بلند کیا۔

"ہاہاہا۔ یہ بیویوں والے طعنے دینے سے ذرا پرہیز کیا کرو۔"

ضامن نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہا۔ چھ فٹ سے نکلتا قد، مضبوط چوڑے شانے، گھنے سیاہ بال، گہری پرسوچ آنکھیں، کھڑی ناک اور گندمی چمکدار رنگت جس کو یورایشین بیوٹی کہا جاتا ہے۔ نگین شیو، جہاں سے گزرتا تھا لڑکیوں کے دل دھڑکا جاتا تھا۔ بقول اسفند کے ہم اتنی توپ چیز ہیں نہیں جتنا سیکرٹ سروسز نے ہمیں بنا دیا ہے۔

ضامن اور اسفند چائلڈ ہڈ بڈیز تھے۔ شروع سے آرمی جوائن کرنے کی خواہش تھی دونوں کی۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلی اور دونوں نے آرمی کو جوائن کرنے کے ساتھ سیکرٹ سروسز کو بھی جوائن کیا جس سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ ویسے تو دونوں کی فیملیز اسلام آباد میں رہتی تھیں لیکن ان کی پوسٹنگ مختلف جگہ ہوتی تھی۔ آجکل لاہور میں بڑھتی ہوئی دہشتگردی کے باعث یہ دونوں جوہر ٹاؤن میں رینٹ پر فلیٹ لے کر رہ رہے تھے۔

ہالہ دم سادھے پچھلی سیٹوں کے درمیان لیٹی دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔ سیکرٹ سروسز کے نام پر چونکی اور سوچا کہ اللہ نے صحیح ہاتھوں میں پہنچایا ہے۔ یہ یقیناً میری مدد کریں گے۔

جیسے ہی گاڑی فلیٹس کی بلڈنگ کی کمپاؤنڈ میں انٹر ہوئی، ہالہ آہستہ سے اٹھنے لگی مگر پھر بھی پیچھے والی سیٹس میں ارتعاش محسوس کر کے وہ دونوں چونکے اور ہاتھ پینٹس میں موجود موزر پر گئے۔

جیسے ہی ہالہ کا سر ابھرا تب تک ضامن گاڑی پارک کر چکا تھا۔ اس کے اٹھتے ہی دونوں نے برق رفتاری سے پیچھے مڑ کے ہینڈز اپ کہا۔ ہالہ اپنے اتنے قریب دو گنز دیکھ کر بے اختیار چیخنے لگی۔

ایک کے بعد جب دوسری چیخ بھی ماری تو ضامن نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے منہ پر جمایا مگر موزر والا ہاتھ بدستور وہیں تھا۔ اپنے اتنے قریب موزر دیکھ کر ہالہ کی آنکھیں دہشت سے پھٹنے کے قریب تھیں۔

"اگر ایک آواز بھی اور نکلی تو یہیں پر بھون کر رکھ دوں گا۔"

انتہائی سخت لہجے میں کہتے ضامن نے اسے دھمکی دی۔ صبح سے وہ جس ذہنی اور جسمانی مشقت برداشت کر چکی تھی اب اس دہشت انگیز منظر کو دیکھنے کی اس میں ہمت جواب دے گئی

تھی۔ وہیں پر وہ ڈھے گئی۔

''واٹ دا ہیل۔ اٹھو ڈرامے مت کرو اور وارڈ تم مجھے جانتی نہیں۔'' ضامن نے غصے سے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

اسفند نے بھی پیچھے ہوتے اس کی ڈھلکی کلائی پکڑ کر جونہی نبض چیک کی تو وہ واقعی میں بہت مدہم چل رہی تھی۔

''چھوڑ دے میرے بھائی وہ واقعی بے ہوش ہو گئی ہے۔'' اسفند نے اس کے بے ہوش ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔

دونوں سیدھے ہو کر اپنی سیٹس پر بیٹھے۔

''اب اس بلا کا کیا کریں؟'' ضامن نے کسی قدر جھنجلاہٹ سے کہا۔

''بلا تو واقعی ہے'' اسفند نے شرارت سے ہالہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے ہزار مرتبہ کہا ہے کہ جب میرے ساتھ ہو تو اپنی لڑکیوں سے متعلق چیپ سوچ اپنے پاس رکھا کرو۔'' ضامن نے غصے سے اسے ڈانٹتے ہوئے جھاڑ پلائی۔ اتنی ٹینس سچویشن میں اسے اسفند کی یہ بات ایک آنکھ نہیں بھائی۔

''اب کیا کریں اس کا، اگر کوئی کمپاؤنڈ میں آ گیا تو کیا ہوگا۔''

ضامن نے پریشانی سے سوچتے ہوئے کہا۔ فوج اور انٹیلی جنس میں ہوتے ہوئے بے شمار ٹینس سچویشنز سے وہ دونوں گزرے تھے مگر یہاں بات ایک لڑکی کی تھی جس کے ساتھ ان کی موجودگی ہر طرح سے مشکوک ہو سکتی تھی۔

''اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس کو اٹھا کر پچھلے خفیہ راستے سے اپنے فلیٹ میں چلیں کیونکہ فرنٹ سے اس کو لے کر جانا ہماری پوزیشن کو آکورڈ کر دے گا۔''

”دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔ سر کو اگر پتہ چل گیا نا تو بیٹا اس زمین اور آسمان میں ہم کہیں نظر نہیں آئیں گے۔“

”تم بیٹھ کر سر کی پرمیشن کا ویٹ کرو میں جا رہا ہوں۔“ ضامن کی بات پہ اسفند غصے سے گاڑی سے نکلنے لگا۔

”کیا ہو گیا ہے یار! اچھا چل میں اسے اٹھاتا ہوں تو پہلے نکل کر چیک کر پچھلا راستہ کلیئر ہے تو میں اسے اٹھا کر آتا ہوں۔ مجھے مس بیل دے گا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ سب سیٹ ہے۔“

ضامن نے بالآخر اس کے آئیڈیے کو قبولیت بخشتے ہوئے کہا۔

اسفند لیپ ٹاپ ہاتھ میں لیے گاڑی سے نکل کر پچھلی سیڑھیوں کی طرف بڑھا جو کہ ایمرجنسی کے لیے لوگوں کے لیے اپنے بچاؤ کا ایک راستہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسفند کی مسڈ کال آئی۔ جس کا مطلب تھا کہ ان کے فلیٹ تک راستہ کلیئر ہے۔ ضامن نے پھرتی سے ہالہ کو کندھے پر ڈالا۔ گاڑی لاک کی اور پچھلے راستے کی جانب دبے قدموں سے بڑھنے لگا۔

فلیٹ میں داخل ہو کر اس نے ایک کمرے میں ہالہ کو بیڈ پر لٹایا۔ یہ دو کمروں کا فلی فرنشڈ اور لگژری فلیٹ تھا۔ انٹر ہوتے ہی ایک چھوٹا سا کاریڈور جس کے اینڈ پر دائیں جانب دو بیڈ روم سامنے بڑا سا لاؤنج جس کے ساتھ امریکن سٹائل اوپن کچن اور اس کے ساتھ سٹور اور لانڈری تھی۔ لاؤنج میں بڑی سی گلاس وال تھی جس میں سے ایک دروازہ چھوٹے سے ٹیرس میں کھلتا تھا جہاں چیئرز رکھ کر ساتھ میں مختلف پلانٹس سے ایک خوبصورت سا سیٹنگ ایریا بنایا گیا تھا جہاں اکثر رات یا شام میں اسفند اور ضامن چائے پیتے تھے۔

”سمیعہ کو کال کر کے ابھی اور اسی وقت آنے کا کہو۔“

ضامن حالہ کو بیڈ پر لٹا کے باہر آتے ہی اسفند سے بولا۔ سمیعہ نہ صرف اسفند کی منگیتر تھی بلکہ انہی کے ساتھ انٹیلی جنس میں آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ سے منسلک تھی۔

"اس کو بلانے کا مقصد۔ ویسے بھی شام ہو گئی ہے۔"

"رات تو نہیں ہوئی۔ اس کی چیکنگ میں یا تم تو کر نہیں سکتے سو سمیعہ ہی کرے گی۔ اور اس کو اپنا سسٹم لانے کا کہنا کیونکہ اس لڑکی کے ہوش میں آتے ہوئے اس کا سارا ڈیٹا سمیعہ چیک کرے گی۔ پتہ نہیں کون ہے اور کس مقصد کے تحت ہماری کار میں تھی۔"

"اوکے۔" ضامن کی بات سمجھتے ہوئے اسفند نے کال کر کے سمیعہ کو اپنے ہاں آنے کا کہا۔

"ہیلو کازنز" چند منٹ بعد ان کے فلیٹ کی بیل ہوئی۔ اسفند دیکھنے گیا۔ اس کے ساتھ سمیعہ لاؤنج میں انٹر ہوئی۔

"کیا ہوا ہے اتنی ایمرجنسی میں مجھے کیوں بلایا۔"

بلیک جینز پر حسب سابق گرین اور بلیو چیری کا کرتا پہنے بلیو سٹالر گلے میں ڈالے اونچی سی پونی ٹیل اور نظر کے گلاسز لگائے پاؤں میں جوگرز پہنے وہ اپنے نام ہوائے حلیے میں بھی بہت کیوٹ لگتی تھی۔ تیکھے نقوش۔ ڈر اور کانفیڈنٹ۔

ضامن نے سارا واقعہ سنا کر لڑکی کو چیک کرنے کا کہا کیونکہ وہ خود لڑکیوں سے دو میل دور ہی رہتا تھا۔ ساری بات سمیعہ نے خاموشی سے سنی۔

"یہ بتاؤ کہ اسے گاڑی سے یہاں تک اٹھا کر تم ہی لائے تھے یا اسفند۔"

اسفند اور ضامن کے مقابل صوفے پر بیٹھی وہ مشکوک نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"تم دونوں کا کوئی حال نہیں۔ اب کیا لکھ کر دوں کہ میں نے ہی اسے اٹھایا تھا۔ تمہیں

یہاں تفتیش کے لیے نہیں بلایا جو کام کہا ہے وہ کرو۔" ضامن نے اسے جھاڑ پلاتے کہا۔ ان سب کو پتا تھا کہ وہ کام کے وقت کسی قسم کی ادھر ادھر کی باتیں برداشت نہیں کرتا۔

سمیعہ اس کا خراب موڈ دیکھ کر جلدی سے اٹھی اور اس کمرے میں گئی جہاں ہالہ موجود تھی۔ ایک عجیب سی کشش تھی اس میں جو لوگوں کو اپنی جانب کھینچتی تھی۔ سمیعہ بھی اس بات کی معترف ہوئی۔ اس کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتی رہی آخر پانچ دس منٹ کے بعد اسے ہوش آ گیا۔

سمیعہ کو اس کے پاس سے کوئی قابل قدر چیز نہیں ملی۔ آنکھیں کھولتے ہی جو چہرہ ہالہ کو نظر آیا وہ اس کے لیے بالکل انجان تھا۔

"ک......ک......کون ہو تم؟" ہالہ ایک دم گھبرا کر اٹھی۔

سمیعہ ایک دم پیچھے ہوئی۔ ہالہ نے گھبرا کر چاروں جانب دیکھا۔

"ڈیئر! یہ تو میں تم سے پوچھنے آئی ہوں کہ تم کون ہو۔" سمیعہ نے دیوار کے پاس پڑی رائیٹنگ مخمل کی کرسی پکڑ کے بیڈ کے قریب رکھتے ہوئے کہا۔

"م......میں کہاں ہوں۔" اس نے سمیعہ کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے ایک اور سوال کیا۔

"دیکھو لڑکی!! ابھی تک تو تم زمین پر ہی ہو۔ لیکن وہ جو باہر ایک بوگی میں بیٹھا ہے نا وہ تمہیں عالم بالا میں پہنچانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائے گا۔"

"ک......ک......کون۔" ہالہ کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔

پہلا خیال یہی آیا کہ وہ ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گئی ہے۔ اسے بھول گیا تھا کہ اس نے کسی گاڑی میں پناہ لی تھی۔

"میڈم وہی جس کی گاڑی میں تم نے پناہ لی تھی۔"

سمیعہ کے کہنے پہ اس کے دماغ میں بیہوش ہونے سے پہلے کے سب منظر بیدار ہوئے۔

"اوہ، میں کیسے بھول گئی کہ اللہ نے مجھے بچانے کے لیے ایک راہ نکالی تھی۔" خود سے مخاطب ہوتے اس نے سوچا۔

"شکر۔" بے اختیار مسکراتے اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر بلند آواز میں کہا۔

"کیا مطلب۔" سمیعہ جو اس کی مسکراہٹ سے ابھی تک سے متاثر بھی نہیں ہو پائی تھی کسی قدر تعجب سے بولی۔

"اس شکر کا مقصد......" ابھی اس کا جملہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ سمیعہ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"کیا ہے۔" وہ پہلے ہی انہیں مشکوک سمجھ رہی تھی اور اب ہالہ کی شکر کرنے والی بات سن کر اور بھی کنفیوز ہو گئی تھی۔

"ضامن پوچھ رہا ہے کہ کچھ بتایا اس لڑکی نے۔"

"میری تو بچپن کی رشتہ داری ہے نا جو ملتے ہی میرے گلے لگ کر سب بتا دے گی۔" سمیعہ نے اپنا غصہ اسفند پر نکالا۔

"میرا کیا قصور ہے یار۔ اچھا اس کو لے کر باہر آؤ۔" اس نے مڑتے ہوئے کہا۔

"چلو تمہاری پیشی آگئی ہے۔" سمیعہ نے اسے اٹھنے اور اپنے پیچھے آنے کا کہا۔

ہالہ کو اب تسلی ہو گئی تھی کہ وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ سمیعہ کے پیچھے چلتے ہوئے وہ سب الفاظ ترتیب دے رہی تھی جو یقیناً اسے اس شخص کے سامنے کہنے تھے جس کے جارحانہ تیوروں

سے وہ بے ہوش ہوئی تھی۔

لاؤنج میں آ کر سمیعہ اس کے سامنے سے ہٹی اور پھر ضامن اور ہالہ آمنے سامنے تھے۔ ضامن کھڑا ہو کر اس کے سامنے آیا اور جانچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔ ہالہ کو اپنا اعتماد برقرار رکھنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا، کون ہو کہاں سے آئی ہو اور ہماری ہی گاڑی میں کیوں بیٹھیں؟ الف سے ے تک شروع ہو جاؤ۔ اور اگر ایک لفظ بھی غلط ہوا تو میں یہ نہیں دیکھتا کہ مجرم مرد ہے یا عورت ایک جیسا سلوک کرتا ہوں۔" ضامن کے خشک اور بے لچک لہجے نے اس کے حواس سلب ضرور کیے۔

"سمیعہ! سب نوٹ کرو اور اسی وقت اس کا سارا بائیوڈیٹا نکالو۔"

اسفند اسے بتا چکا تھا کہ لڑکی کے پاس سے کچھ نہیں نکلا۔

"میرا نام ہالہ سرفراز ہے۔ پیرنٹس کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ ایس او ایس ولیج میں کون مجھے چھوڑ کر گیا میں نہیں جانتی۔ انہوں نے مجھے پڑھایا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ماس کوم میں ماسٹرز کر کے ایک اخبار میں رپورٹر ہوں۔ اقبال ٹاؤن میں کرائے کے فلیٹ میں رہتی ہوں۔ پچھلے دنوں رحمان شاہ کے بارے میں کچھ چیزیں میرے ہاتھ لگیں اور وہ میں نے شائع کروا دیں۔ اسے میرا سچ ہضم نہیں ہوا۔ اس نے مجھے کہا کہ میں باقاعدہ پریس کانفرنس میں اس سے معافی مانگ کر کہوں کہ میں نے اس کے بارے میں غلط خبر دی تھی وہ اس ماڈل گرل کے قتل کے کیس میں ملوث نہیں۔ جب میں نہیں مانی تو پہلے اس نے مجھے جاب سے نکلوایا اور پھر میرے فلیٹ پر بھی دھمکانے آیا اور پھر حد یہ کی کہ میرے پیچھے اس دن غنڈے پڑوا کر مجھے کڈنیپ کرنے کی کوشش کی۔ اللہ نے میری جان بچائی تھی جو آپ کی کار ان لاک تھی اور پھر

اب میں یہاں ہوں۔" اس کے چپ کرتے ہی وہ تینوں جیسے ہوش میں آئے۔

وہ کیا سمجھے تھے اور اصل میں وہ لڑکی کیا نکلی۔ رحمان شاہ اور ایک مشہور ماڈل گرل کا واقعہ گزرے اتنے دن نہیں ہوئے تھے۔ ان کو بھی اطلاع ملی تھی کہ رحمان شاہ نے ہی اس ماڈل گرل کو قتل کروایا تھا جس کی لاش اسی کے اپنے فلیٹ سے ملی تھی مگر انہیں ثبوت نہیں ملے تھے۔

"سمیعہ! سرچ اینڈ ایوری تھنگ۔" ضامن نے ہالہ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سمیعہ سے کہا اور خود کافی بنانے چلا گیا

آدھے گھنٹے میں سمیعہ نے اس کا سارا ڈیٹا چیک کر کے ضامن کو چیک کروایا مگر جس ایک حقیقت نے انہیں چونکایا وہ اس کے فادر کی آئی ایس آئی کی اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی ڈیزگنیشن تھی۔

"تمہارے فادر آئی ایس آئی میں تھے۔" ضامن نے صوفے بیٹھے گود میں پڑے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کر کہا۔

"جی۔" مختصر جواب دے کر ہالہ خاموش ہو گئی۔

"اب تم کیا چاہتی ہو۔ کہاں جانا ہے۔" اسفند نے اس سے سوال کیا۔

"آئی نو یہ مشکل ہو گا۔ مگر مجھے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ آپ لوگ سیکرٹ سروسز میں ہیں۔ اور آپ کی جاب کا مقصد ہی بے قصور کو بچانا ہے۔ میں نہ صرف بے قصور ہوں بلکہ اکیلی بھی ہوں۔ مجھے آپ کی ہیلپ چاہیے۔ میں کچھ عرصہ روپوش رہنا چاہتی ہوں اور آپ کے پاس میں سب سے زیادہ محفوظ رہوں گی۔"

اس کی فرمائش نے ان سب کو مخمصے میں ڈالا۔

"بی بی! یہاں میں اور اسفند دو لڑکے ہی رہتے ہیں۔ یہ تو ابھی چلی جائے گی۔ آگے تم خود

بہتر سوچ سکتی ہو۔"

ضامن کی بات پر ایک مسکراہٹ ہالہ کے ہونٹوں تک آئی۔

"جو لوگ اپنے قوم کی ماؤں بیٹیوں کی عزت کی خاطر اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے ان کی شرافت پر تو میں کوئی کویشن مارک لگا ہی نہیں سکتی۔" اس کی بات پر ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کیونکہ اس لڑکی کی سچائی نے انہیں قائل تو کر لیا تھا۔

"کتنی دیر تک۔" ضامن نے پوچھا۔

"جب تک اللہ میرا ٹھکانہ کہیں اور نہیں کر دیتا۔"

"یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔ ہم یہاں اس بلڈنگ میں اکیلے نہیں رہتے۔ لوگوں کو پتہ چل گیا تو ابھی تو صرف تم بے گھر ہو پھر ہم سب ہو جائیں گے۔"

ضامن نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ وہ تو کسی لڑکی کو ویسے ہی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ سمیعہ تو اسفند کی طرح اس کی بچپن کی دوست اور بہن بنی ہوئی تھی۔

"ضامن آج کی تو رات گزارو صبح سر سے مشورہ کریں گے۔ آئی تھنک وہ بہتر سولوشن بتائیں گے۔" سمیعہ کے کہنے پر وہ دونوں متفق ہوئے۔

"ٹھیک ہے۔" ضامن کے مان جانے پر تینوں نے سکھ کا سانس لیا۔

سمیعہ کچھ دیر بعد اپنے گھر کی طرف نکلی۔ ہالہ سے اتنی دیر میں اچھی گپ شپ ہو گئی تھی۔ ضامن اور اسفند نے اسے اسی کمرے میں ٹھہرنے کا کہا جہاں اسے بے ہوش حالت میں لا کر لٹایا تھا۔ وہ دونوں بیڈ روم کے ساتھ اٹیچڈ باتھ تھے۔ اسی لیے انہیں کوئی ایشو نہیں ہوا۔ رات میں آنے والے حالات کا سوچتے کب اس کی آنکھ لگی وہ نہیں جانتی تھی۔

اگلے دن صبح اس کی فجر کے وقت آنکھ کھلی۔ وضو کر کے جائے نماز ڈھونڈی جو کہ پاس ہی رائیٹنگ ٹیبل کے نیچے والے خانے میں اسے پڑی نظر آئی۔ نماز پڑھ کر وہ کشمکش میں تھی کہ یہیں بیٹھے یا باہر جائے۔ باہر سے کھٹر پٹر کی آواز آئی تو وہ دل میں ہمت مجتمع کرتی دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

ضامن ٹریک سوٹ پہنے جوسر میں جوس بنا رہا تھا۔ دروازے کی آواز پر مڑ کر دیکھا اور پھر بے تاثر چہرے کے ساتھ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"ہمم اکھڑوس کہیں کا۔" ہالہ کو اس سے اتنی بے مروتی کی امید نہیں تھی اور اب اس نے سوچ لیا تھا کہ اس سے کوئی امید بھی نہیں رکھنی۔ وہ صوفے پر خاموشی سی آ کر بیٹھ گئی کہ ضامن گلاس میں جوس لیے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

"اب اتنا بھی بے مروت نہیں۔" اس نے خود کو تسلی دی مگر جیسے ہی اسے اپنے مقابل صوفے پر بیٹھ کر غٹاغٹ جوس چڑھاتے دیکھا۔ اپنی خوش فہمی پر لعنت بھیجی۔

"یہاں جتنے بھی دن رہنا ہے اپنی خدمت آپ کو خود کرنی ہے۔ ٹرے میں کھانا سجا کر کوئی آپ کو پیش نہیں کرے گا اور نہ ہی آپ ہماری مہمان ہیں۔ کچن سامنے ہے خود اٹھیں اور خود بنائیں۔" گلاس خالی کر کے اٹھتے ہوئے وہ اچھی طرح اس کو خوش فہمی کی دنیا سے باہر نکال لایا گلاس کچن کاؤنٹر پہ رکھ کر جاتا وہ جوگنگ کے لیے چلا گیا تھا۔ مرتے کیا نہ کرتے وہ اٹھی اور اپنے لیے ناشتہ بنایا۔ یہ کیا ان کا احسان کم تھا کہ انہوں نے اسے یہاں رہنے دیا تھا۔

دماغ سے منفی سوچوں کو جھٹکتے وہ ناشتہ بنانے لگی پھر کچھ سوچ کے ان دونوں کے لیے بھی آملیٹ بنا دیا۔ فروزن پراٹھے پڑے ہوئے تھے۔ اس کا مطلب ہے صبح پراٹھے کھاتے ہیں۔ سوچتے ہوئے اس نے پراٹھے بھی گرم کر لیے۔

ابھی وہ یہ سب کرکے اور جوس کے برتن دھو کر فارغ ہوئی تھی کہ وہ دونوں واپس آ گئے۔
اسفند، ضامن سے پہلے جوگنگ کے لیے چلا گیا تھا۔ ہالہ نے اندازہ لگایا۔
"واہ واہ کیا خوشبو آ رہی ہے، بھائی کسی اور کے فلیٹ میں تو نہیں آ گئے۔" آملیٹ اور پراٹھوں کی خوشبو پورے فلیٹ میں پھیلی ہوئی تھی۔
"مسخرہ پن چھوڑو۔ ناشتہ کرو اور جلدی نکلو۔ سر کی دوبارہ کال نہیں آنی چاہیے۔" انہیں جوگنگ کے دوران اپنے باس کی کال آ گئی تھی۔ کسی کیس کی ارجنٹ میٹنگ تھی۔
"السلام علیکم۔" ہالہ کو اسفند کی خوش مزاجی سے تھوڑی سے تقویت ملی تو اسے کچن کی جانب آتے دیکھ کر اس نے جھٹ سلام کیا۔
"وعلیکم السلام۔ ارے جیتی رہو سسٹر۔ صبح صبح ہمارے لیے اتنی محنت کرنے کا شکریہ۔ آؤ ٹیبل پر رکھتے ہیں۔"
ضامن چینج کرنے اندر چلا گیا اور اسفند خوش اخلاقی سے کہتا اس کے ساتھ مل کر چیزیں ٹیبل پر لے آیا اور اسے کھانے کا اشارہ کیا۔
"آ جا یار۔" اسفند نے اسے آتے دیکھ کر کہا۔
"نو تھینک یو۔ اب تم بھی جلدی کرو۔" ضامن بے مروتی سے کہتا کچن کی جانب چلا گیا اور سیب نکال کر کھانے لگا۔ حالانکہ ضامن خود پراٹھے لاتا تھا اور شوق سے بھی کھاتا تھا۔ اسفند نے اس کی اس حرکت پر یکدم ہالہ کو دیکھا جس کا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا تھا۔ وہ بچی تو نہیں تھی کہ ضامن کے اس انسلٹنگ ایٹی ٹیوڈ کو نہ سمجھتی۔
"اوکے سسٹر۔ ٹائم شارٹ ہے سو آئی ہیو ٹو گو۔ اتنے مزیدار ناشتے کے لیے تھینک یو۔" اسفند نے ضامن کے رویے کی تلخی کو کم کرنے کی کوشش کی۔

"ظہیر بھائی" ہالہ نے بھی اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ضامن نے بڑے غور سے بھائی، بہن کی محبت کا یہ نظارہ دیکھا۔

"مسٹر! ہم باہر سے لاک کر کے جا رہے ہیں کیونکہ آپ کی یہاں موجودگی کو ہم ڈسکلوز نہیں کرنا چاہتے ابھی۔ دوپہر میں سمیعہ آپ کے پاس آجائے گی۔ اس کے پاس یہاں کی ڈپلیکیٹ چابی ہوتی ہے۔ لینڈ لائن ہے لیکن آپ نے اٹینڈ نہیں کرنا۔ کوئی ایشو ہو تو مجھے یا ضامن کو کال کر لینا یہ ہمارے نمبرز ہیں۔"

نکلنے سے پہلے اسفند اس کے قریب آیا جو صوفے پہ بیٹھی تھی۔ اسے آتا دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسفند نے ضروری ہدایات دیتے ہوئے ایک پیپر دیا جس پر ان دونوں کے نمبر لکھے تھے۔ ضامن پاس کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ ہالہ نے سر ہلاتے سب ہدایات سنیں۔

⚫......⚫......⚫

"کبھی کبھی یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہم لفظوں سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔ ہمارے رویے بہت کچھ سمجھا دیتے ہیں۔" گاڑی چلتے ہی اسفند نے کہا۔

"اس لیکچر کا مقصد؟" ضامن نے حیرت سے اسفند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنے بچے نہیں ہو کہ سمجھ نہ آئے۔ وہ لڑکی اگر کسی مجبوری میں ہمارے پاس مدد کی امید لے کر آئی ہے اور تمہیں اسے مجبوراً رکھنا بھی پڑ گیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے ہر عمل سے جتایا جائے۔ پراٹھے آئی تھنک تم ہی بہت شوق سے لاتے اور کھاتے بھی ہو۔ اگر تم صرف بیٹھ کر کھا ہی لیتے تو کوئی فرق نہیں پڑ جاتا تمہاری شان میں۔ اگر آج کوئی مجبور ہے اور ہم کسی کی مدد کرنے کے قابل تو ہماری اس خوش قسمتی میں نہ ہمارا کوئی کمال ہے اور اس کی بدقسمتی میں نہ اس کا قصور۔ جینڈر ڈسکریمینیشن سے بالاتر ہو کر سوچو کہ وہ ایک انسان بھی ہے اور اللہ نے

اسے ہمارے پاس اسی لیے بھیجا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی مدد کریں۔ میرا خیال ہے اس سے زیادہ سمجھانے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم اس کے سامنے بچھ جاؤ۔ ریڈ روز ہو ورڈز نہیں۔"

اسفند شاید سال میں ایک مرتبہ ہی اتنا سنجیدہ ہوتا تھا اور جب وہ سنجیدہ ہوتا تھا تو پھر ضامن کو کسی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اب بھی ضامن کو یہی بہتر لگا کہ خاموشی میں ہی عافیت ہے اور یقیناً اس کی بات بھی ٹھیک تھی۔ ضامن کی سب سے بڑی خوبی ہی یہی تھی کہ وہ اپنی غلطی کو جلد مان لیتا تھا اور عملاً اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

ایک بجے کے قریب فلیٹ کا دروازہ کھلا۔ ہالہ کچن میں کھڑی کچھ پکانے کا ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ سمیعہ آ گئی۔

"ہیلو کیوٹ لیڈی۔" سمیعہ کے دوستانہ رویے نے اسے بہت ڈھارس دی۔ نہیں تو صبح والے ضامن کے رویے پر وہ بہت دلبرداشتہ ہوئی تھی اور اپنا ٹھکانہ کہیں اور کرنے کا شدت سے سوچ رہی تھی۔

"بالکل ٹھیک، تم سناؤ۔"

"کیا کر رہی تھیں؟" سمیعہ اس سے مل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

"کچھ پکا لوں کیا میں۔" اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے کیوں نہیں، چاول کر کچھ پکاتے ہیں۔" وہ سر ہلاتی اس کے ساتھ لگ گئی۔ انہوں نے چکن نکالا، نوڈلز، چاول سب موجود تھا۔ ہالہ نے سنگا پورین رائس کا آئیڈیا دیا تو دونوں نے جھٹ پٹ بنا لیا۔

"سمیعہ! کیا تم میرے لیے کوئی جگہ ارینج کر سکتی ہو۔آئی نو میں نے تم سب کو بہت پریشان کیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ میرا یہاں رہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے ہچکچاتے ہوئے سمیعہ کو کہا۔جب وہ دونوں کھانا کھانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔

"کیوں کیا ہوا؟ رات تک تو تم سب سیٹ کر کے گئی تھے۔کیا اسفند نے کچھ کہا ہے۔" سمیعہ اس کی شرارتی طبیعت سے واقف تھی سو جھٹ سے پوچھا۔

"ارے نہیں، اسفند بھائی تو بہت اچھے ہیں۔" وہ جلدی سے کلیئر کرنے کے لیے بولی۔

"تو پھر ضامن؟"

اب کی بار ہالہ نے خاموشی سے بس سر جھکا دیا۔

"ارے یار، اس کی بات کو سیریس مت لو۔انفیکٹ وہ لڑکیوں سے الرجک ہے۔میرے ساتھ بھی صرف اسی لیے فرینک ہے کیونکہ مجھ میں لڑکیوں والے گٹس نہیں۔تم اس کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دو۔اور ویسے بھی جیسے ہی سر کو پتہ چلے گا وہ تمہارا خود بندوبست کر دیں گے، ڈونٹ وری۔"

سمیعہ کی بات وہ کچھ مطمئن ہو گئی۔

میٹنگ ختم ہونے کے بعد اویس عالم جو کہ ان کے باس تھے۔انہوں نے اسفند اور ضامن کو روک لیا۔

"ہاں بھئی کس لڑکی کو پروٹیکشن پروائیڈ کی جا رہی ہے۔" انہوں نے ایک ہاتھ سے پیپر ویٹ گھماتے ہوئے پوچھا اسفند سے تھا اور نظریں ضامن پر تھیں۔اسفند اور ضامن دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور پھر اسفند نے ساری ڈیٹیل بتائی۔

"اس کے ڈیٹا سے متعلق انفارمیشن تم نے سمیعہ سے لے کر اپنے پاس سیو کی ہے۔"

"جی سر۔" اسفند تیزی سے بولا۔

"دین واٹ آر یو ویٹنگ فار شواٹ ٹو می۔" ان کا ٹھنڈا دھیما لہجہ بھی کبھی کبھار ان دونوں کے ہاتھ پاؤں پھلا دیتا تھا۔ اسفند نے جلدی سے ڈیٹا نکال کر ان کے سامنے رکھا۔ اس کے باپ کے نام اور پوزیشن نے انہیں اچھا خاصا چونکایا تھا مگر انہوں نے ان دونوں کو یہ محسوس نہیں ہونے دیا۔

"او کے ناؤ واٹ یو وانٹ۔" انہوں نے براہ راست ضامن سے پوچھا۔

"واٹ ایور یو ول ڈسائڈ آئی ول پرسیو اٹ۔"

"آر یو شیور۔" انہوں نے جانچتی نظروں سے ضامن کو دیکھا جو ان کے عزیز ترین دوست عاصم ملک کی اولاد تھا اور انہیں اپنی اولاد کی طرح عزیز تھا ان کے ہر حکم کو ماننے والا۔ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

"او کے دین اٹس بیٹر ٹو کیپ ہر دور یو فار سم ٹائم۔"

او کے سر۔" دونوں نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی اور مصافحہ کر کے باہر نکل آئے۔

ہیڈ کوارٹر سے نکل کر وہ سیدھا فلیٹ پر آئے جہاں سمیعہ ان کی منتظر تھی۔

منتظر تو ہالہ بھی تھی۔ آخر ان کا جو کوئی بھی پاس تھا ان دونوں نے آج اس سے ہالہ کے متعلق بھی بات کرنی تھی۔ وہ دعا مانگ رہی تھی کہ کسی طرح ان کا وہ باس ہالہ کا کہیں اور بندوبست کروا دے اور اس کھڑوس سے ضامن سے اس کی جان چھوٹے مگر قسمت ابھی اس پر اتنی بھی مہربان نہیں ہوئی تھی۔

ان کے اندر آتے ہی سلام دعا کے بعد سمیعہ نے پوچھا "تو پھر بات ہوئی تم لوگوں کی سر سے۔"

"کچھ کھانا کھانے کی اجازت ہے یا پھر پہلے تمہاری عدالت میں حاضری دیں۔" ضامن تو پہلے ہی تپا ہوا تھا سمیعہ کی بے صبری پر اس پہ چڑھ دوڑا۔

پیچھے سے اسفند نے ہاتھ جوڑ کر سمیعہ کو خاموش ہونے کا کہا۔

"یار، تو فریش ہو کر آ۔ سمیعہ کچھ پکایا ہے تو جلدی سے رکھو۔" اسفند نے فوراً دونوں کو ادھر ادھر کیا۔ نہیں تو جنگ چھڑ جانی تھی۔ ضامن فوراً بیڈ روم کی طرف بڑھا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کی۔"

اس کے جاتے ہی اسفند نے سمیعہ کو ڈانٹا۔ وہ تو شکر تھا کہ ہالہ دوسرے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی نہیں تو وہ پھر سے دلبرداشتہ ہو جاتی۔

"تو اب بتا بھی چکو کہ سر نے ہالہ کے بارے میں کیا کہا؟"

"انہوں نے فی الحال اسے یہیں رکھنے کا کہا ہے۔ اسی لیے اس کا موڈ آف ہے۔" اسفند نے تفصیل بتاتے ہوئے ضامن کے خراب موڈ کی وجہ بتائی۔

"چلو جی ہالہ بے چاری کا نصیب۔ وہ ضامن کے ایٹی ٹیوڈ سے کافی ٹینس تھی۔ میں نے اسے سمجھایا تھا صبح، ہوپ فلی اب وہ انسان بن کر رہے گا۔" دونوں کھانا لاؤنج کی سینٹر ٹیبل پر رکھتے باتیں بھی کر رہے تھے۔ شکر ہے ضامن نے خاموشی سے کھانا کھایا۔

کچھ دیر بعد سمیعہ چلی گئی اور اس کے جاتے ہی ہالہ بھی اپنے روم میں چلی گئی جہاں وہ رات میں ٹھہری تھی۔ اسفند چائے بنا کر ناک کر کے اسے کمرے میں دینے آیا۔

"بھائی! آپ نے چائے کیوں بنائی مجھے کہہ دیتے۔"

ہالہ کو اس کے ہاتھ سے چائے لیتے بہت عجیب لگا۔

"ارے کوئی بات نہیں۔ ہم شروع سے ہی ہوسٹلز میں رہے ہیں سو ہمیں اپنے کام کرنے کی عادت ہے۔"

"لیکن جب تک اب میں یہاں ہوں آپ لوگ ایسے کوئی کام نہیں کریں گے۔"

"اوکے اوکے۔" اس نے اتنے مان سے کہا کہ اسے مانتے ہی بنی اور پھر کچھ دنوں میں ہالہ نے ان کے سارے کام اپنے ذمے لے لیے۔

ضامن کو وہ براہ راست مخاطب نہیں کرتی تھی۔ اسفند کے تھرو اس کی چیزوں کا خیال رکھتی۔ ضامن کو چونکہ اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی سوائے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ بلکہ وہ شکر ہی کرتا کہ وہ اسے مخاطب نہیں کرتی۔

○......○......○

یہ کچھ ہی دنوں بعد کی بات تھی۔ ہالہ فلیٹ میں اکیلی تھی۔ ضامن اور اسفند کسی کام کے سلسلے میں صبح کے نکلے ہوئے تھے۔ اب بھی اس بلڈنگ میں کسی کو ہالہ کی ان کی فلیٹ میں موجودگی کا نہیں پتہ تھا۔ کیونکہ وہ جانے سے پہلے فلیٹ کو لاک کر جاتے تھے۔

سمیعہ کچھ شاپنگ کر کے اس کے کپڑے اور ضرورت کی چیزیں دے گئی۔

ہالہ لاؤنج میں بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھی کہ دروازے پر کلک کی آواز سے وہ یہی سمجھی کہ ضامن اور اسفند آگئے ہیں۔ وہ کچن میں ان کے لیے جوس بنانے گئی کیونکہ وہ آتے ہی جوس ضرور پیتے تھے۔ جیسے ہی قدموں کی آواز آگے آئی تو کسی کے بولنے کی آواز بھی آئی جیسے کوئی فون پر بات کر رہا ہو مگر یہ آواز ہالہ کے لیے اجنبی تھی۔

اس کے ہاتھ جوس پر ڈھیلے ہو گئے اور آنے والا موبائل بند کر کے اب لاؤنج میں اپنا بیگ

سائیڈ پر رکھ کر مڑ کر صوفے پر بیٹھنے لگا۔اس کی نظر سیدھی کچن میں پریشان کھڑی ہالہ پر پڑی۔

وہ جو کوئی بھی تھے انہیں بزرگ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ضامن جتنا ہی قد کاٹھ۔کنپٹیوں کے بال سفید تھے ان کی جتنی بھی عمر تھی۔ہالہ کو وہ فورٹیز کے ہی لگے۔

وہ بھی اس فلیٹ میں ایک لڑکی کو دیکھ کر ہالہ سے بھی کہیں زیادہ حیران ہوئے۔کیا انہوں نے کام والی رکھ لی ہے۔مگر پھر خیال آیا کہ کام والی نہ تو جینز پہنتی ہے اور نہ ہی اتنی صاف ستھری اور خوبصورت ہوتی ہے۔وہ وہاں بیٹھنے کی بجائے کچن کے پاس آئے اور ماتھے پہ تیوری لا کر اسے دیکھا۔

''کون ہو تم اور ان دو لڑکوں کے فلیٹ میں کیا کر رہی ہو؟'' بارعب شخصیت کے ساتھ ان کی آواز بھی انہی کی طرح بارعب تھی۔

''مم...... میں......!'' ابھی وہ کوئی کہانی گھڑنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ مین ڈور پر کلک کی آواز کے ساتھ ہی کوئی اندر آیا اور پھر دبے قدموں اندر آتے ایک دم عاصم ملک پر پسٹل تانتے ہوئے بولا۔ہینڈز اپ۔

''ڈیڈی۔'' ایک دم پسٹل والا ہاتھ نیچے گیا۔

واپس آکر ضامن نے جیسے ہی ہاتھ فلیٹ کے دروازے پر لگائے تو اسے لاک کھلا ہوا ملا وہ یہی سمجھا کہ ان کے فلیٹ پر کسی نے دھاوا بولا ہے۔پہلی مرتبہ اسے ہالہ کا خیال آیا کہ کہیں اسے نہ کچھ ہوا ہو۔وہ گن پاکٹ سے نکال کر دبے قدموں آیا تا کہ اندر موجود شخص کو پکڑ سکے مگر یہ وہم و گمان میں نہ تھا کہ اس کے ڈیڈی بھی ہو سکتے ہیں۔

وہ خود بھی آئی ایس آئی کے ڈائریکٹرز میں سے تھے۔سو کسی نہ کسی کیس کے سلسلے میں لاہور آتے جاتے تھے۔جب سے ضامن اور اسفند کی پوسٹنگ یہاں ہوئی تھی وہ اب لاہور

آ کر انہی کے پاس ٹھہرتے تھے۔لہٰذا فلیٹ کی ایک چابی ان کے پاس بھی ہوتی تھی۔

"کون ہے یہ۔" جیسے ہی وہ ان سے ملنے کے لیے آگے ہوا انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں رکنے کا کہا۔

"پہلے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" وہ بھی ضامن کے ہی باپ تھے۔

"ڈیڈی! آپ پہلے بیٹھ جائیں۔" اس نے کھا جانے والی نظروں سے ہالہ کو ایک نظر دیکھ کر عاصم صاحب سے کہا۔

"میرے پیچھے تم لوگوں نے یہ کچھ شروع کر دیا ہے۔تبھی ڈور بھی لاک تھا۔میں ابھی اویس سے بات کرتا ہوں۔ ہو کیا رہا ہے آخر یہاں۔" انہوں نے غصے سے کہتے ہوئے ضامن کو گھورا۔وہ کچھ اور ہی سمجھے تھے۔

"ڈیڈی اسر کو پتہ ہے اس لڑکی کا اور ان کی پرمیشن سے ہی ہم نے اسے یہاں رکھا ہے۔" ضامن نے انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی جو فون نکال رہے تھے۔

"صرف دو منٹ ہیں تمہارے پاس۔جلدی سے سب بتاؤ اس کے بارے میں۔"

ہالہ کو اب سمجھ آئی کہ ضامن کی نیچر ایسی کیوں ہے۔یقیناً اس کے پیرنٹس نے اس کی تربیت بہت ہٹ کر کی تھی۔

ہالہ کچن میں ہی تھی اور وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"ادھر آؤ بیٹا۔" ضامن کی ساری بات سننے کے بعد انہوں نے ہالہ کو اپنے پاس بلایا۔وہ گھبراتی ہوئی ان کے پاس آئی۔انہوں نے اسے اپنے برابر صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ضامن سامنے والے صوفے پر دونوں گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے اور ہاتھوں کو آپس میں جوڑے سر ہلکا سا جھکائے بیٹھا تھا۔

ہالہ کو تو اکثر کسی فلم کا ہیرو ہی لگتا تھا۔

"بیٹا! آئی ایم سوری۔ جس طریقے سے آپ اس گھر میں موجود تھیں۔ میں اس سے پریشانی میں غلط نتیجہ اخذ کر گیا۔ بہرحال ہم آپ کو پوری طرح پروٹیکٹ کریں گے۔ رحمان شاہ آلریڈی ہماری ہٹ لسٹ پہ ہے۔ اس کیس کے علاوہ ہم نے اور بھی کیسز اس کے ڈھونڈے ہیں۔ خیر آپ ریلیکس ہو کر کچھ عرصہ یہاں رہو پھر کچھ اور بندوبست کرتے ہیں آپ کا۔" انہوں نے اسے تسلی دیتے آخر میں ضامن کو دیکھتے کہا۔

"پیا اسفند کہاں ہے۔"

ان کے سوال پر اس نے سر اٹھایا۔ نظر سیدھی اپنی جانب تکتی ہالہ پر پڑی تو اس کے ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں۔ ہالہ نے فوراً سر نیچے جھکا لیا۔

"کچھ کام سے گیا ہے ابھی آجائے گا۔ آپ فریش ہو جائیں تب تک۔" اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے کہا۔

"آپ کچھ لیں گے انکل۔ جوس یا چائے۔" ہالہ نے انگوٹھے دیکھ کر پوچھا۔

"وائے ناٹ بیٹا چائے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہالہ کو تھوڑی سی تسلی ہوئی۔

❁......❁......❁

ابھی وہ جوگنگ سے واپس آیا ہی تھا۔ کپاؤنڈ سے آتے ہوئے ہاکر جو اخبار دے کر گیا تھا وہ ہاتھ میں لیے اپنے فلیٹ کی جانب گیا۔ آج ضامن اکیلا ہی جوگنگ پہ گیا تھا۔

اسفند کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی سو وہ سو رہا تھا۔ ہالہ نے جونہی اندر آتے ضامن کو دیکھا کچن میں اس کے لیے ناشتہ بنانے چلی گئی۔ ان دونوں میں اگر بہت خوشگوار بات چیت کا تبادلہ نہیں ہوتا تھا تو سرد مہری بھی نہیں تھی۔ ضامن کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خود بھی اسے اگنور کرتی ہے اور

اسے یہ بات بہت اچھی لگی تھی۔

"میں نے ناشتہ بنا دیا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو ٹیبل پر لگا دوں۔" ہالہ نے اسے فریش ہوکر آتے دیکھا مگر وہ ابھی بھی ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں تھا۔

یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ اسے براہ راست مخاطب کر رہی تھی۔

"نہیں ابھی بس چائے دے دیں، اسفند اٹھے گا تو اکٹھے کرلیں گے۔" اس نے معروف سے انداز میں اخبار پڑھتے بغیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ابھی اس نے دوسرا صفحہ کھولا ہی تھا کہ پہلی خبر پر ہی وہ شاکڈ رہ گیا۔ بے یقینی سے اس نے کچن میں چائے بناتی ہالہ کو دیکھا۔

"اوئے بڑی آ گیا تو جوگنگ کر کے۔" اسفند نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔

ضامن نے بے تاثر چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔ اسفند ایک دم چونکا۔

"کیا ہوا ہے۔" اسے ضامن کے چہرے پر کچھ غیر معمولی تاثرات دیکھے۔ اس نے خاموشی سے اخبار کی اس خبر کی طرف اشارہ کیا۔

اسفند اس کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ کر خبر پڑھنے لگا اور جیسے جیسے پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے جبکہ ضامن کی کھوجتی اور کچھ غصیلی نظریں اب تک ہالہ پر جمی تھیں۔

وہ جونہی چائے لے کر آئی تو ضامن کو اپنی طرف تکتا پا کر کچھ حیران اور پریشان سی ہوگئی۔

"کیا ہے یہ؟" ضامن نے اسفند سے اخبار لے کر ہالہ کی جانب بڑھایا۔ اس نے حیران ہوکر اخبار دیکھا جس میں اس کی تصویر کے ساتھ ہیڈ لائن تھی۔ "مفرور قاتلہ"

اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے خبر کو پڑھنا شروع کیا۔

"ہالہ سرفراز جو کہ کسی گروہ کے ساتھ ملوث ہے۔ جمعرات کی رات ایک بے قصور کو ماڈل ٹاؤن کے بلاک ایل میں لوٹ کر اور پھر قتل کر کے بھاگ گئی۔ جس کسی کو نظر آئے یا اس کے متعلق کچھ خبر ہو مندرجہ ذیل رابطے پر اطلاع دے۔ پولیس کو یہ مفرور قاتلہ درکار ہے۔ براہ مہربانی ہمارے ساتھ تعاون کریں۔"

اخبار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔ ضامن کھڑا ہو کر اس کے مقابل آیا۔

"جمعہ کا دن تھا نہ جب تم مصیبت بن کر ہمارے ساتھ یہاں آئی تھیں۔"

"نہ... نہ... نہیں یہ سب غلط ہے میں نے کسی کا قتل نہیں کیا۔" وہ روتے ہوئے بے اختیار بولی۔

"یہ خبر جس نے چھپوائی ہے وہ ایس ایچ او ہے۔ نام تو پڑھ چکی ہو گی۔ زمان شاہ۔ اب یہ بھی بول دو کہ وہ ایس ایچ او نہیں۔ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ تم......" ابھی اس نے غصے سے کہتے اس کا بازو پکڑا ہی تھا کہ اس کے موبائل پر اویس عالم کی کال آنے لگی۔

اس نے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کال اٹینڈ کرتے ہالہ کے بازو کو ایک جھٹکے سے چھوڑا اور ایک غصیلی نظر اس کے چہرے پر ڈالی جو مجرموں کی طرح سر جھکائے رو رہی تھی۔

"السلام علیکم سر۔"

"وعلیکم السلام! تھوڑی دیر میں میں سمیعہ کو بھیج رہا ہوں وہ نقاب میں آئے گی۔ تم اور اسفند ہالہ کو لے کر میرے کینٹ والے فلیٹ میں نقاب میں ہی لے کر آؤ گے۔ سمیعہ کھڑکی کے راستے سے تمہارے فلیٹ سے نکل آئے گی۔ تمہارے ڈیڈی بھی میرے پاس پہنچ چکے ہیں۔ تمہارا اور ہالہ کا میرے فلیٹ پر نکاح ہو گا۔ پھر وہ نقاب میں تمہارے ڈیڈی کے ساتھ تمہارے

فلیٹ پر واپس آئے گی۔"

ان کے آخری جملے سن کر اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"ہالڈ آن سر۔یہ..... یہ کیا کہا ہے آپ نے۔" اس نے بے یقینی سے پوچھا کہ شاید وہ جلدی میں کچھ غلط کہہ گئے ہیں۔

"اونچا سننے لگ گئے ہو کیا۔تمہیں پتہ ہے کہ میں اپنی بات دہراتا نہیں لیکن تمہارے متوقع ہونے والے نکاح کی خوشی میں، میں بتا دیتا ہوں کہ تمہارا اور ہالہ کا نکاح ہو رہا ہے کچھ دیر بعد۔ اینی آبجکشن۔" انہوں نے ٹھنڈے اور سرد لہجے میں کہا۔

"جی بالکل بہت سارے آبجکشنز۔" وہ موبائل سنتا اپنے روم میں آ گیا۔

"آئی گیو آ ڈیم! میں نے کبھی تمہارے باپ کی نہیں سنی تم کیا چیز ہو۔"

"وہ میرے ڈیڈی ہیں یہ میں ہوں۔"

ضامن ان سے کافی فرینک تھا سو کبھی کبھی تو ان کے ساتھ دوستوں کی طرح بات کرتا تھا۔

"سر! یہ کوئی نانی ویسے کی بات نہیں اور نہ میں اتنا بچہ ہوں آج کے اخبار آپ نے شاید پڑھا نہیں، محترمہ عادی مجرم اور قاتلہ ہیں۔"

"اب میں ان اخبار والوں کی باتوں پر اپنے فیصلے کروں گا۔اور ہم جانتے تھے کیا خبر آنے والی ہے اسی لیے یہ فیصلہ کیا ہے۔"

"سر! مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اتنا کچھ جاننے کے بعد بھی آپ یہ کچھ کہہ رہے ہیں۔"

"اور مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم مجھ سے آرگیو کر رہے ہو۔"

"مگر سر۔" وہ بے چارگی سے بولا۔

"ضامن انف۔"

ان کی دھاڑ پر وہ ہکا بکا رہ گیا۔
"تم یہ نہیں کر سکتے تو ٹھیک ہے اسفند تو ہے نا۔"
"سر..." اس نے بے یقینی سے ان کی بات سنی۔
"جب تک سمیعہ نہیں آتی تم اچھی طرح سوچ لو اور فون ہالہ کو دو۔"
اس نے لب بھینچتے ان کی بات سنی پھر باہر آ کر کھا جانے والی نظروں سے ہالہ کو دیکھ کر فون اس کی جانب بڑھایا۔ اس نے حیران ہوتے ہاتھ بڑھا کر پکڑا اور دوسری جانب کی بات سننے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔
"کیا ہوا ہے یار، کس کی کال ہے میں تو چکرا گیا ہوں۔" اسفند ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔
"بیٹا!! ابھی تو یہ کچھ بھی نہیں نیکسٹ مشن کے لیے تیار ہو جاؤ اینڈ آئی بیٹ اگر تمہارے چودہ طبق روشن نہ ہوئے تو میرا نام بدل دینا۔"
"کیا مطلب۔" اسفند نے تعجب سے پوچھا اور پھر جو کچھ ضامن نے بتایا اس سے اس کے چودہ کیا چودہ ہزار طبق روشن ہو گئے۔
"ہاؤ از اِٹ پاسبل یار۔" اسفند کی پریشان آواز پر وہ صرف تلخ مسکراہٹ ہی دکھا سکا۔
"آپ کا موبائل۔" ایک ہاتھ اس کی آنکھوں کے آگے آیا۔ اس نے جھپٹنے والے انداز میں اس سے موبائل لیا اور جونہی غصیلی نظر اس کی جانب کی تو اس کی بھیگی روئی روئی پلکیں دیکھ کر اس کا میٹر پھر سے گھوم گیا۔
"یہ ڈرامے کس بات کے کر رہی ہو، تمہیں تو خوش ہونا چاہیے، یہی گھٹیا مشن لے کر آئی تھیں نا اور کتنے چہرے ہیں تمہارے آج وہ سب بھی دکھا دو۔ کس مظلومیت کا رونا رویا ہے تم

نے کہ میرے قادر اور باس دونوں کو بے وقوف بنا لیا ہے۔" وہ دانت پیستے ہوئے اس کے مقابل کھڑا اس سے پوری طرح سچ اگلوانے کے موڈ میں تھا۔

"میں آپ کے منہ نہیں لگنا چاہتی۔" وہ کسی بھی لڑائی سے بچنے کے لیے اتنا کہہ کر اندر کمرے کی جانب مڑنے لگی کہ کلائی ضامن کے ہاتھ میں آ گئی۔

"سمجھا کیا ہوا ہے تم نے خود کو۔ میں ایسے لہجے برداشت نہیں کرتا۔" ضامن نے اس کے بازو کو جھٹکا دیتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں آپ جیسے کمزوروں سے تعلق جوڑنے کا۔ اور میں کیا ہوں اور میری اصلیت کیا ہے یہ ابھی کچھ دیر میں آپ کو واضح ہو جائے گی۔" وہ غصے سے اپنا بازو چھڑاتی اندر جا کر دروازہ بند کر گئی۔

"یہ......" ضامن کے پاس تو جیسے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے۔ کسی لڑکی کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ اس سے اس طرح بات کرتی۔ ابھی وہ اور اسفند اس حیرانگی سے نہیں نکلے تھے کہ سمیعہ آ گئی اور پھر انہوں نے ویسے ہی کیا جیسے اویس عالم نے انہیں حکم دیا تھا۔

بھینچے ہونٹوں کے ساتھ گاڑی چلاتے وہ انتہائی سنجیدہ حد تک خاموش تھا۔ جیسے ہی وہ اویس عالم کے فلیٹ پر پہنچے اسے اپنے تاثرات صحیح کرنے پڑے۔ جو بھی تھا بہر حال وہ اویس عالم کے کسی بھی فیصلے کی سرتابی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

ایک عجیب سا لگاؤ تھا اسے ان سے۔ فلیٹ میں انٹر ہوتے ہی اسے عاصم ملک اور اویس شاہ کے کچھ اور دوست نظر آئے۔ ساتھ میں مولوی بھی تھا۔ یقیناً کہیں اب بچاؤ کی صورت نہیں تھی۔

"ہاں تو کیا فیصلہ ہے تمہارا۔" ہالہ کو لیے جب اویس عالم دوسرے کمرے میں گئے تو اپنے

پیچھے اسے بھی آنے کا اشارہ کیا۔

"میں نے کبھی بھی آپ کے کسی فیصلے کی مخالفت نہیں کی، مگر کیا میرا یہ جاننا حق نہیں بنتا کہ جو لڑکی میری بیوی بننے والی ہے اس کا اصل بیک گراؤنڈ کیا ہے۔ وہ لڑکی جو صبح تک ایک قاتلہ کے روپ میں میرے سامنے تھی۔ اچانک اس میں ایسے کون سے سرخاب کے پر نکل آئے کہ آپ اور ڈیڈی اسے میری تحویل میں دینے پر بضد ہیں۔"

الجھے لہجے میں اپنے دل کی بات کہتا وہ انہیں ہمیشہ سے زیادہ بہت پیارا لگا۔ بلیک کے ٹریک سوٹ میں اپنی مردانہ وجاہت کے ساتھ وہ اور بھی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"یقیناً یہ سب تمہارا حق ہے۔ کیا تمہارے خیال میں، میں ایک لڑکی کی اس انفارمیشن سے مطمئن ہو جاتا جو تم لوگوں نے مجھے پرووائڈ کی تھی۔ بیٹا میں تمہارا استاد ہوں۔ سو یہ سمجھ لو کہ جو انفو تم لوگوں نے پرووائڈ کی وہ اس سب کا ایک چھوٹا سا حصہ تھی جو بعد میں میں نے اپنے رسورسز سے حاصل کی۔ وہ غلط نہیں تھا جو ہالہ نے تمہیں بتایا مگر جو کچھ مجھے پتہ چلا وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ مگر وہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتا۔ ہمارے پاس ٹائم اتنا نہیں۔ بس یہ سمجھ لو کہ یہ قاتلہ نہیں ہے۔ اور کیا اگر میں تمہیں اپنی بیٹی سے نکاح کے لیے کہتا تو کیا تم تب بھی سوچنے کا وقت لیتے؟"

"آف کورس ناٹ۔" ان کی اتنی بڑی بات کے بعد اب شک کی گنجائش نہیں تھی کہ ہالہ بہرحال بے قصور ہی ہے۔

"تو پھر یہی سمجھو کہ میں تمہارا نکاح اپنی بیٹی کے ساتھ کروا رہا ہوں۔"

ہالہ جو کہ برقعہ اتار چکی تھی اور نظریں نیچی کیے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اویس عالم نے اسے محبت سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

ضامن نے ایک نظر اس کی آنسو برساتی نظروں کو دیکھا۔
"مجھے منظور ہے میں مطمئن ضرور ہو گیا ہوں مگر الجھن ابھی بھی برقرار ہے کہ میری ہونے والی بیوی کا بیک گراؤنڈ کیا ہے؟"
"تصیح کر لو بیوی نہیں ہونے والی منکوحہ؟"
"کیا مطلب۔" اس نے الجھ کر انہیں دیکھا۔
"ابھی صرف نکاح ہو رہا ہے اس کی رخصتی نہیں، رہے گی وہ تمہارے ہی فلیٹ میں لیکن تمہاری منکوحہ کے روپ میں۔ اتنی آسانی سے میں اپنی پیاری بیٹی کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا جس کے ساتھ صرف نکاح پر ہی جرح ختم نہیں ہو رہی۔"
"یہ زیادتی ہے سر، ابھی تو گھنٹہ بھی نہیں ہوا آپ کو اپنی عزیز از جان بیٹی سے ملے کہ آپ نے پارٹی بدل لی ہے۔" اس نے ان کی طوطا چشمی پر اعتراض کیا۔
انہوں نے ہنستے ہوئے اسے گلے لگایا۔
"اگر تم میرے عزیز ترین دوست کے بیٹے ہو تو ہالہ بھی ہمارے ایک بہت عزیز دوست کی بیٹی ہے اور ہماری ایک بہت دیرینہ خواہش پوری ہو رہی ہے۔ ایسے حالات کا تو سوچا نہیں تھا مگر......" اس کے کندھوں پر ہاتھ جماتے انہوں نے اسے ایک اور حقیقت بتاتے ہوئے مزید الجھایا۔
"بیٹا تم ادھر ہی بیٹھو، ابھی سمیعہ بیٹی آ رہی ہے۔" انہوں نے حیران ضامن کے کندھوں سے ہاتھ ہٹاتے ہالہ کو مخاطب کیا اور ضامن کو لیے باہر چلے گئے۔

○......○......○

"کبھی سوچا نہیں تھا کہ تیرے نکاح کا فنکشن میں ٹریک سوٹ میں اٹینڈ کروں گا۔" اسفند

کے شرارتی انداز پر ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر آ کر ختم ہو گئی۔
نکاح کے پیپرز پر سائن کرتے ہی نجانے کیسے بہت سا اطمینان اس کے اندر آیا یہ وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

"ارے نوشے میاں کے چہرے پر تو آج مسکراہٹ بھی آ گئی ہے۔"

"شٹ اپ۔"

اسفند کے چہکنے پر وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ روک سکا اور مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

سب کے چلے جانے کے بعد اب صرف فلیٹ میں اولیس عالم، عاصم ملک، ضامن، اسفند، ہالہ اور سمیعہ رہ گئے تھے جن کے آتے ہی انہوں نے نکاح شروع کیا تھا۔

"اسفند! جاؤ ہالہ اور سمیعہ کو باہر آنے کا کہو۔" عاصم صاحب کے کہنے پر وہ اس کمرے کی جانب بڑھا جہاں وہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں۔

ہالہ اور سمیعہ جیسے ہی لاؤنج میں آئیں ضامن نے پہلی مرتبہ اسے غور سے دیکھا۔ گندمی صاف رنگت، پانچ فٹ آٹھ انچ قد، نازک سا سراپا، سیدھے گھنے لیئرز میں کٹے بال جن کی کچھ لٹیں اب بھی اس کے چہرے پر تھیں۔ روشن چمکدار ایک عزم لیے آنکھیں جو مقابل پر اٹھیں تو انہیں ایک بار کے بعد دوسری مرتبہ دیکھنے پر ضرور مجبور کر دیں۔ اس وقت وہ لیمن کلر کی شرٹ میں گرین کلر کا دوپٹہ لیے اور ساتھ میں بلیک جینز پہنے ہوئے تھی۔ دونوں اتنے غیر معمولی حلیے میں تھے کہ شاید ہی کبھی کوئی دلہن جینز کی پینٹ اور لان کی شرٹ میں اور کوئی دولہا ٹریک سوٹ میں اپنے نکاح کا فنکشن اٹینڈ کر رہا ہو۔

ضامن خود پر حیران تھا کہ وہ کیوں اس کو اتنے غور سے دیکھ رہا ہے۔ صوفے پر عاصم صاحب کے ساتھ بیٹھنے سے پہلے اس کی نظر سامنے اٹھی تو ضامن کو دیکھا جو دائیں ہاتھ کی مٹھی

کو ہونٹوں اور ٹھوڑی پر رکے بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ہالہ کا دل زور سے دھڑکا۔

"جب اس کو بتا دیا ہے کہ میں کوئی قاتل واتل نہیں ہوں پھر بھی یہ کھڑوس مجھے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے۔ اسٹوپڈ اس ٹریک سوٹ میں بھی کتنا ڈیشنگ لگ رہا ہے۔" وہ خود سے الجھتی نظریں جھکا کر بیٹھ گئی اور دوبارہ ضامن کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔

"لوگ نکاح کے چھوارے کھاتے ہیں اور ہم تمہارے نکاح کا ناشتہ کھا رہے ہیں۔ بھائی تیرا ہر کام ہی نرالا ہے۔" اسفند ناشتے کے لیے چیزیں لاتا ہوا بولا۔

"شروع کرو بچو۔" اویس ملک کے کہنے پر سب نے اپنی اپنی پسند کی چیزیں لینا شروع کیں۔ بریڈ، آملیٹ، جیم، بٹر سب موجود تھا۔

ہالہ نے جیسے ہی جیم لینے کے لیے بوتل کو پکڑا، ضامن نے بھی اسی لمحے اسفند کی کسی بات پر اسے جواب دیتے ہاتھ بڑھایا اور بوتل کی جگہ ہالہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں آیا۔ اس نے ایک دم ہاتھ پیچھے کر لیا اور ہالہ نے بھی خفت زدہ ہوتے ہوئے ہاتھ پیچھے کر لیا مگر اسفند کو جو کھانسی سٹارٹ ہوئی تو پھر ضامن کا ایک ہاتھ کمر پر کھا کر ہی ختم ہوئی۔

"ضامن! میں جانتا ہوں کہ تم اس سب معاملے کو لے کر بہت کنفیوز ہو سو میں تمہیں کچھ حقیقتیں بتانا چاہتا ہوں۔"

ناشتے کے بعد اویس عالم نے ضامن کی کنفیوژن کو ختم کرنے کا سوچا۔

"میں، عاصم اور سرفراز بیسٹ فرینڈز تھے۔ تینوں کا ویژن بھی ایک جیسا تھا۔ سو ہم تینوں نے سیکرٹ سروسز جوائن کی اور خوش قسمتی سے ہم تینوں سلیکٹ ہو بھی گئے۔ انہی دنوں ہمیں رحمان شاہ کے متعلق کچھ کیسز بھی پتہ چلے جو کہ سرفراز کا سوتیلا بھائی بھی تھا مگر بہت چھوٹے

سے ان کا ملنا جلنا بند تھا۔ وہ بہت سے ملک دشمن عناصر کے ساتھ بھی کام کرتا تھا۔ ہم تینوں اپنی اپنی جگہ اس کے خلاف ثبوت اکٹھے کر رہے تھے اور وہ سب ثبوت ہم سرفراز کے پاس ہی محفوظ کرواتے تھے۔ نجانے اس شرپسند انسان کو کہاں سے شک ہو گیا سرفراز پر کہ پہلے تو اس نے ان کے گھر آنا جانا بحال کیا حالانکہ سرفراز اتنے اچھے طریقے سے اس سے ملتا نہیں تھا۔ ہالہ تب بہت چھوٹی تھی شاید چار سال کی۔ ایک دن بھابی اور سرفراز کسی شادی سے آ رہے تھے کہ اس نے راستے میں آئل ٹینکر کو اس طریقے سے کھڑا کروایا کہ دونوں کا تصادم ہوا اور وہ دونوں موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔

ہم یہی سمجھتے رہے کہ ہالہ بھی ان کے ساتھ تھی مگر اللہ نے اس کی جان بچائی تھی سو سرفراز کا ایک خاص آدمی تھا تنویر جس کو ہمارے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ ہالہ اس رات اسی کے پاس تھی۔ رحمان بھی یہی سمجھتا تھا کہ ہالہ بھی انہی کے ساتھ زندہ نہیں مگر وہی بندہ ہالہ کو اویس اوا لیس چھوڑ کر گیا اور اب وہ رحمان کے خاص بندوں میں سے ہے کیونکہ وہ سرفراز کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ گندگی کو ختم کرنے کے لیے اس میں اترنا پڑتا ہے۔

تنویر نے بھی بہت سال لگا کر اب رحمان کا اعتماد اس حد تک جیت لیا ہے کہ وہ بغیر کچھ سوچے اور دیکھے اس کی ہر بات مانتا ہے۔ جب تم نے مجھے ہالہ کا بتایا اور میں نے اور عاصم نے اس کی انفارمیشن پڑھی تو ہم بھی جان گئے تھے کہ یہ ہمارے دیرینہ دوست کی بیٹی ہے۔ اس کے پھول کو اب ہم کسی صورت آندھیوں کے حوالے نہیں کر سکتے تھے لہٰذا مجھے اس کے لیے تم لوگوں کے فلیٹ سے سیف جگہ کوئی نہیں لگی۔"

اویس عالم نے یہ سب بتاتے روتی ہوئی ہالہ کو دیکھا جس کو اب عاصم ملک اپنے ساتھ لگائے بیٹھے تھے۔

"ہالہ کے بارے میں انفارمیشن لیتے ہوئے مجھے تنویر کا پتہ چلا میں نے بہت خفیہ طریقے سے اسے کانٹیکٹ کیا تھا۔ اس نے ساری بات ہمیں بتائی اور یہ بھی کہ رحمان نے ہالہ کو اٹھوالیا تھا۔ اسی لیے کہ ہالہ نے اس کے خلاف جو رپورٹنگ کی تھی۔ وہاں بھی تنویر نے اسے نکلنے میں مدد دی۔ جس رات کو اشتہار بنا کر اس کے ایس ایچ او بیٹے نے ہالہ کے خلاف اخبار میں آج قتل کا کیس چھپوایا ہے۔ انفیکٹ اس نے اپنے ایک کارندے کو غلط نیت سے ہالہ کے کمرے میں بھیجا تھا۔ جس جگہ ہالہ کو اس نے کڈنیپ کروا کر رکھا تھا وہاں کا ہولڈ تنویر کے پاس تھا۔ اس نے ہالہ کو اپنی حفاظت کے لیے ایک خنجر دیا تھا۔ سو ہالہ نے اسی کے ذریعے اپنی طرف سے اسے زخمی کیا مگر قسمت سے وہ اس کی اسی وین پہ لگا جس کے ذبح ہوتے ہی وہ موقع پر مر گیا اور ہالہ وہاں کی کھڑکی توڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی اور صبح تک تم لوگوں کی گاڑی میں اس نے پناہ لی۔ میں چونکہ ایک کیس کے سلسلے میں وزیرستان جا رہا ہوں اور کچھ پتہ نہیں کہ کب تک آتا ہوں لہٰذا میں نے اور عاصم نے طے کیا کہ جانے سے پہلے ہالہ کا کوئی بہتر انتظام کر جاؤں۔ کوئی پتہ نہیں جو لوگ اس حد تک آگے جا سکتے ہیں وہ کل کو تمہارے فلیٹ پر بھی پہنچ سکتے ہیں سو ہمارے پاس کوئی ایسا ویلڈ ثبوت ہو ہالہ کو ان سے بچانے کا کہ دنیا کی کوئی عدالت ہمیں جھٹلا نہ سکے۔ بس یہی وجہ تھی اس جلدی کی۔"

انہوں نے بتاتے ہوئے ہر وہ گرہ کھولی جو ضامن کو الجھائے ہوئے تھی۔ ضامن کو اگر اب یہ سب جاننے کے بعد ہالہ سے محبت نہیں ہوئی تھی تو ناپسندیدگی بھی نہیں رہی تھی۔

❂......❂......❂

ان کے نکاح سے اگلے دن ہی کال آ گئی۔ ایک ضروری آپریشن کی جس کے لیے انہیں کوئٹہ جانا تھا۔ اسفند تو اسی دن چلا گیا جبکہ ضامن نے اگلے دن جوائن کرنا تھا اور واپسی جب

تھی کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا۔ ضامن نے اسی دن ہالہ کے لیے موبائل خریدا کہ بہر حال اس کے ساتھ کانٹیکٹ کا کوئی سورس ہونا چاہیے۔ سمیعہ کو اس نے اتنے دن ہالہ کے پاس رہنے کا کہا اس کے علاوہ دو بندوں کو اپنے فلیٹ کی نگرانی پر لگا دیا۔

"یہ میں آپ کے لیے لایا ہوں سم اس میں، میں نے ڈال دی ہے اور اپنا اور اسفند کا نمبر بھی فیڈ کر دیا ہے۔"

شام میں جب وہ فلیٹ پر آیا تو ہالہ کو لاؤنج میں آنے کا کہا جو اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔

"بیٹھ جائیں آپ کو سسٹم سمجھا دیتا ہوں۔" اسے بدستور کھڑے دیکھ کر اس نے ٹوکا اور اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں نے نہ تو پہلی مرتبہ موبائل دیکھا ہے اور نہ ہی میں اتنی پینڈو ہوں کہ مجھے آئی فون یوز کرنا نا آتا ہو۔"

اس نے ضامن کی آفر کو خاطر میں لائے بغیر فون پکڑا اور اسے لاجواب کرتی جانے لگی۔

"اسفند نہیں ہے تو کیا میں بھوک ہڑتال کر دوں۔" اس نے ہالہ کو جتایا کہ اس نے اسے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

"یہ فلیٹ کس نے رینٹ پر لیا ہے۔"

"میں نے۔" اس نے حیران ہوتے اس کی بات کا جواب دیا۔

"تو جب فلیٹ آپ کا، کچن آپ کا اور فریج بھی آپ کا تو جو مرضی بنائیں اور کھائیں، کوئی آپ کو یہاں ٹرے میں سجا کر پیش نہیں کرے گا۔" طنزیہ انداز میں اسی کا طعنہ اسے مارتے ہوئے وہ بولی۔

"ہاہاہا۔ گڈ شوٹ...... آپ کے منہ سے جھڑنے والے ان پھولوں کی وڈیو بنا کر، وہ بھی اپنے شوہر کے لیے ڈیڈی اور سر کو سینڈ کرنی چاہیے جو آپ کو بڑی بی بی بچی سمجھتے ہیں۔" قہقہہ لگاتے ہوئے وہ اس کے مقابل سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا۔ جان لیوا مسکراہٹ بدستور ہونٹوں پر تھی۔

اس سے پہلے کہ ہالہ کو یہ مسکراہٹ جکڑتی اس نے فوراً نظریں اس پر سے ہٹائیں۔

"مائنڈ اِٹ! ابھی صرف نکاح ہوا ہے، آپ شوہر نہیں بن گئے۔" اس نے اولیں عالم کی بات دوہراتے کہا، اسے جتا کر وہ کمرے میں چلی گئی۔

"سر آپ نے صرف نکاح کر کے اچھا نہیں کیا۔ میری بیوی تو میرے قابو میں ہی نہیں۔" اس نے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا اور کچن میں جا کر اپنے لیے خود کافی بنانے لگا۔

رات میں دونوں نے اپنے اپنے کمرے میں کھانا کھایا۔

آدھی رات گزر چکی تھی اور ہالہ کو ابھی تک نیند نہیں آرہی تھی۔ موبائل پر اس نے ضامن کا نمبر ضامن کو ایڈیٹ کر کے کھڑوس ایجنٹ کے نام سے سیو کر لیا پھر نجانے کیا دماغ میں آئی۔ آخر تھی تو مسٹر ایجنٹ کی منکوحہ تو پھر رکی کیوں نہ ہوتی۔ دبے قدموں ضامن کے روم میں گئی۔ آہستہ سے دروازہ کھولا۔

نائٹ بلب کی روشنی میں اسے سامنے بیڈ پر ضامن لیٹا نظر آیا جو دوسری جانب کروٹ لیے سو رہا تھا۔ دبے قدموں اس طرف گئی۔

نجانے کتنے دنوں بعد یہ چہرہ دیکھنے کو ملے بس دل کے مجبور کرنے پر اس نے سوتے میں ضامن کی پکچرز لینے کا سوچا۔ وہ تو نجانے کب سے اس کھڑوس ایجنٹ سے خاموش محبت کر بیٹھی تھی۔ دو تین مختلف اینگلز سے اس کی پکچرز لے کر وہ اسی طرح دبے قدموں واپس جا رہی

تھی کہ اپنے پیچھے ابھرنے والی آواز نے اسے فریز کر دیا۔

"کسی کی یوں رات کے وقت بغیر پوچھے پکچر زلینا بہت ہی غیر اخلاقی حرکت ہے چاہے اس بندے سے آپ کا نکاح ہی ہوا ہو۔"

ہالہ یہ بھول گئی تھی کہ سیکرٹ سروسز والے سوتے میں بھی جاگ رہے ہوتے ہیں۔ وہ شرمندگی کے مارے جیسے ہی آگے بڑھی تو یکدم گھبراہٹ میں اس کا پاؤں مڑا اور دھڑام سے نیچے گری۔ ضامن ایک جست میں اٹھ کر اس کے پاس آیا۔ اسے بازو سے پکڑ کر اٹھنے میں مدد دی اور بیڈ پر بٹھایا۔

"آر یو آل رائٹ۔" اس نے پریشانی سے اس کے آنسوؤں کو دیکھا۔ بال پیچھے ہٹاتے اس نے نفی میں جواب دیا جو گرنے کے باعث کیچر میں سے نکل آئے تھے۔ ضامن نے جلدی سے لائٹ آن کی۔

"کہاں چوٹ لگی ہے؟" اس نے تشویش سے اس سے پوچھا۔ ضامن اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"پاؤں میں بہت درد ہو رہا ہے۔ مڑ گیا تھا۔ آپ کو کیا ضرورت تھی مجھے اس طرح ڈرانے کی۔" اس نے اپنی چوٹ کا بتاتے ہوئے شرمندگی مٹانے کو سارا الزام اس کے سر ڈالا۔

ضامن تو ششدر اس کے الزام کو سن رہا تھا۔ پھر یکدم ہنستے ہوئے سر کو نفی میں ہلایا اور اس کے قریب نیچے بیٹھتے اس کے ٹراؤزر کا پائینچہ اوپر کیا اور اس کے پاؤں کا جائزہ لیا۔ موچ آ گئی تھی۔

"میں نے نہیں ڈرایا چوری کی سزا ملی ہے۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہالہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ایسے کوئی شہزادہ گلفام نہیں آپ۔ وہ تو میں اس کے کیمرے کا رزلٹ چیک کر رہی تھی۔"

جتنا وہ خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اتنا ہی عیاں ہو رہی تھی۔

"یعنی مجھ سے زیادہ حسین منظر آپ کو نظر نہیں آیا جس کو آپ کیپچر کرتیں۔" ضامن کی بات نے اس کی بولتی بند کی۔

"آآ...... کیا آپ ہاتھیں لے کر بیٹھ گئے ہیں۔ مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔" ضامن کو جھڑکیاں دینے کی ہمت اس کی جی دار منکوحہ ہی کر سکتی تھی۔ اس نے یکدم اس کے پاؤں کو ایک جھٹکا دیا۔ اس سے پہلے کہ حالہ کی چیخ بلند ہوتی ضامن نے ایک ہاتھ پھرتی سے اس کے منہ پر جمایا۔ حالہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ نجانے کیا تھا اس کی آنکھوں میں کہ حالہ کی پلکیں لرزیں اور اس نے نظریں جھکا لیں۔

"آئی ایم سوری۔" ضامن کی سرگوشی نما آواز نے اس کا دل دھڑکا دیا۔

ضامن نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا اور نجانے کیا ہوا کہ اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر کیمرہ نکالا ایک بازو حالہ کے گرد پھیلایا۔ حالہ نے حیرت سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ ضامن نے دوسرے ہاتھ میں موبائل لے کر اس کا فرنٹ کیمرہ آن کیا اور بولا۔

"ایسے لیتے ہیں پکچر۔" اس نے حالہ کی حیرت زدہ نظروں میں دیکھا مسکرایا اور اس کے ماتھے پر بوسہ لیا اور ساتھ ہی کلک کا بٹن دبایا۔ اس سے پہلے کہ رات کا سحر اسے اپنی لپیٹ میں لیتا پیچھے ہوتے ضامن نے خود کو سنبھالا۔

"میں آپ کے لیے پین کلر اور دودھ لاتا ہوں۔" کہتے ساتھ ہی موبائل اس کے پاس رکھا اور باہر نکل گیا۔

ہالہ سے دھڑکنیں قابو کرنا مشکل ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اسے چین ملا کر اور دودھ دے کر اپنے ہی کمرے میں سونے کی تاکید کر کے دوسرے کمرے میں سونے چلا گیا۔

اس کے تکیے پر لیٹتے اور اس کے کمفرٹر کو خود پر لے کر اس کی خوشبو محسوس کرنا یہ سب اتنے خوش کن احساس تھے کہ اسے کس وقت نیند نے اپنی آغوش میں لیا وہ نہیں جانتی تھی جبکہ دوسری جانب ضامن کو تو لگ رہا تھا کہ آج کی رات نیند ہی نہیں آنی۔ بہت مشکل سے اس نے کچھ دیر کے لیے سونے کی کوشش کی۔

❁......❁......❁

صبح آٹھ بجے ضامن کی آنکھ کھلی۔ دس بجے کی اس کی فلائٹ تھی۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ فریش ہو کر کچن میں آیا۔ یہ ہالہ کے ان کے فلیٹ میں آنے کے بعد پہلی صبح تھی کہ وہ خود ناشتہ بنا رہا تھا۔

جلدی جلدی اس نے اپنے اور ہالہ کے لیے ناشتہ بنایا۔ اپنی رات والی بے اختیاری پر وہ خود بھی حیران تھا۔ یہ کیسا رشتہ تھا کہ وہ جو لڑکیوں سے الرجک تھا اب ایک لڑکی کے آگے اپنے دل کو جھکنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔

ناشتہ بنا کر وہ اپنے روم میں گیا۔ ہالہ مزے سے سو رہی تھی۔ اسے سوتے دیکھ کر بے اختیار ایک مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی۔ بہت آہستہ سے وہ اس کے قریب گیا۔

''اٹس ریئلی ڈیفیکلٹ ٹو لیو یو ناؤ۔'' وہی احساس اور بے اختیاری جو رات سے اسے اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی وہ اسے اس سوئے ہوئے وجود کی طرف کھینچ کر کچھ گستاخیاں کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ اس نے خود پر کنٹرول کرتے اپنا موبائل نکالا اور اس خوابیدہ وجود کی کچھ یادیں اپنے موبائل میں محفوظ کیں اور پھر جھک کر اس کے سر پر بوسہ دیا۔

"گیٹ اپ مائی لیڈی۔" بہت آہستہ سے کہہ کر اس کو کندھے سے ہلایا جیسے ہی وہ اس نے آنکھیں کھولیں وہ پیچھے ہوا۔

"اٹھ جاؤ یار، میری دس بجے فلائٹ ہے۔"

ہالہ جھجکتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔

"کین آئی سی یور فٹ؟" ضامن نے کمفرٹر ہٹانے سے پہلے اس سے اجازت لی۔ ہالہ نے خود ہی پاؤں باہر نکالا۔ ضامن نے اچھے سے چیک کیا بس سویلنگ رہ گئی تھی۔

"آپ پہلے فریش ہو کر بریک فاسٹ کرو پھر جانے سے پہلے میں مساج کر دوں گا۔" یہ کہتے ساتھ ہی اسے ایک لمحے کا بھی کچھ سوچنے کا موقع دیے بغیر ضامن نے جھک کر اسے بازوؤں میں اٹھایا اور واش روم کی جانب بڑھا۔ ہالہ تو نہ صرف ششدر رہ گئی بلکہ اس کی قربت سے اس کی کیا حالت تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔

"میں چل لیتی۔" اس کی گردن کے گرد بازو باندھے اس کی شرٹ کے بٹن کو دیکھتے وہ جس گھبراہٹ اور خفت سے بولی یہ وہی جانتی تھی۔ ضامن کے ہونٹوں پر اس کی یہ حرکت مسکراہٹ لے آئی۔

"میرے پاس یہ چند منٹس ہی ہیں آپ کی تیمارداری کے لیے، پھر پتہ نہیں ہم کب ملتے ہیں، ملتے بھی ہیں یا نہیں......" اسے واش روم کے دروازے پر اتارتے اس نے اپنی جان لیوا مسکراہٹ میں اسے جکڑا۔

دروازے کی چوکھٹ پر رکھا ہالہ کا ہاتھ لرزا۔ ابھی ابھی تو انہوں نے محبت کرنا سیکھا تھا ابھی تو اس رشتے کی ڈور کے کناروں پر وہ کھڑے تھے۔ ابھی سے جدائی کا خوف۔ ہالہ خاموشی سے لنگڑاتی ہوئی اندر بڑھی۔

منہ ہاتھ دھو کر جیسے ہی وہ باہر آئی ضامن نے دوبارہ اسے اٹھایا اور بیڈ پر بٹھا کر ناشتہ رکھا ساتھ خود بھی تیار ہونے لگا۔ہالہ اداسی سے اس مکمل ماحول کو دیکھ رہی تھی۔کتنا خوبصورت احساس تھا کہ وہ ضامن کے روم میں ہے پورے استحقاق کے ساتھ اسے اپنے آس پاس چلتا دیکھ رہی ہے۔شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں میں برش کرتے ضامن نے شرارتی مسکراہٹ سے اسے ایک ٹک خود کو تکتے دیکھا۔

''مسز! ناشتہ بھی کیا میرے ہاتھوں سے کرنا ہے۔آئی کین سی یو ان دا مرر۔مجھے آج مست اپنے مشن کے لیے نکلنا ہے۔سو میں ابھی جب تک یہاں ہوں مجھے ایسے دیکھنے سے پرہیز کریں یہ نہ ہو کہ اپنے مشن پر جانے کا ارادہ کینسل کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے ڈیڈی اور سر کو کال کر کے یہ کہنا پڑے کہ آپ کی چہیتی کی رخصتی آج ہی اس روم سے اس روم میں ہو گئی ہے۔'' ضامن کے کہاتے بولڈ انداز نے اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دیے تھے۔

ضامن مسلسل اپنی نظروں کا فوکس اس پر رکھے ہوئے تھا ریڈی ہو کر اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

''اب آپ بھی مجھے دیکھنا بند کریں نہیں تو یہ نہ ہو کہ اویس انکل کو میں کال کر کے کہوں کہ آپ کا معصوم سیکرٹ ایجنٹ آپ کی شریف سی بیٹی کو تنہا سمجھ کر لائن مار رہا ہے۔'' کمر ضامن کے بیڈ سے لگائے پیچھے دیکھتے ہوئے وہ بڑی ادا سے بولی۔

''ہاہاہا! اسی لیے میں نے ان دونوں میں سے کسی کا نمبر اس میں سیو نہیں کیا ہوا۔'' اس نے ہالہ کے چڑاتے ہوئے قہقہہ لگایا۔

''یہ فاؤل ہے۔ان کا بھی نمبر ایڈ کریں۔''

''سوری ڈیئر۔'' اس نے اسے مزید چڑاتے گھڑی دیکھی اسی لیے فلیٹ کا مین ڈور کھلنے کی

آواز آئی اور کچھ دیر بعد سمیعہ اندر آئی مگر ہالہ اور ضامن کو ضامن ہی کے بیڈ روم میں دیکھ کر حیرت سے اس کا منہ کھل گیا۔

"منہ بند کر لو اب، ہالہ کے پاؤں میں موچ آگئی ہے دھیان رکھنا۔ اس ٹیوب کا مساج کر دینا۔ کوئی گڑبڑ لگے تو مجھے فوراً انفارم کرنا۔ میں اب نکلوں۔" سمیعہ کو ہدایت دیتا وہ اپنا بیگ اٹھا کر ہالہ کی جانب مڑا اور اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

ہالہ نے آہستگی سے تھاما، ضامن نے ہلکا سا دبا کے چھوڑا، خدا حافظ کہا اور نکل گیا جبکہ سمیعہ پریشانی سے اس کے پاؤں کا جائزہ لے رہی تھی۔

✿......✿......✿

رات میں وہ دونوں ضامن اور اسفند کے ہی روم میں سونے کے لیے لیٹی تھیں۔ سمیعہ کو بہت خوشی ہوئی تھی ان دونوں کے خوشگوار تعلقات کا سن کر۔

سمیعہ سو چکی تھی جبکہ ہالہ کو کل رات کا ایک ایک منظر یاد آ رہا تھا۔ اس نے موبائل اٹھایا اور وہی پکچر نکالی جس میں ضامن اس کے ماتھے پر بوسہ دے رہا تھا۔ نجانے صبح سے اب تک وہ کتنی مرتبہ یہ تصویر دیکھ چکی تھی مگر دل ہی نہیں بھر رہا تھا۔

ابھی وہ ضامن کے خیالوں میں کھوئی تھی کہ واٹس ایپ پہ کمرشل ایجنٹ کا میسج آیا جس میں کسی سونگ کی ایجسٹ تھی۔ ہالہ نے سمیعہ کے پاس پڑی ہینڈ فری اپنے موبائل میں لگائی۔

PhillipLaure

کی آواز نے سحر سا کھینچا

Faster than a shooting star

Baby you stole my heart

I never want it back

I never thought it'd be like this

believing in us

can feel so dangerous

when you're lost lost lost in love

you never wanna find your way out

when you're lost lost lost in love

you never want to be

you never want to be found

I feel so strange because of you

I have everything to lose

I wouldn't have it any other way

If this turns out to be a dream

Please don't wake me

I don't want to leave this place

what a lovely mystery

all the ways two hearts can meet

we were made to collide

you and i, you and i are lost

baby we're lost

what a lovely mystery

come on get lost with me

what a lovely mystery

come on get lost with me

get lost with me...

get lost with me...

get lost with me...

گانا سننے کے دوران ہی ایک پکچر میسج آیا۔ جس میں ہالہ کی سوتے ہوئے کی پکچر تھی اور اس پہ ضامن نے کیپشن لکھی تھی "مائی سلیپنگ بیوٹی کوئین۔" اس نے حیرت سے وہ تصویر دیکھتے ضامن کو میسج کیا۔

"یہ آپ نے کب لی، مجھے چور کہا تھا اب یہ کیا ہے۔" ساتھ ایک غصے والا اموجی بھی بھیجا۔

ضامن کا لافنگ اموجی آیا۔

"جب میری منکوحہ ہو کر آپ پہ میرا رنگ چڑھ سکتا ہے اور آپ رات کی تاریکی میں رسک لے کر میری تصویر لے سکتی ہیں تو ایک چور کا شوہر ہو کر میں دن کے اجالے میں یہ چوری کیوں نہیں کر سکتا۔"

"میں کہاں سے چور ہوں۔" اس نے حیرت والا اموجی میسج کے ساتھ بھیجا۔

"آپ نے نہ صرف میری تصویر چوری سے لی بلکہ

اس کے اس اظہار پر اسے اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہوئے۔

''کین آئی کال یو۔'' اس کے یہ جان لیوا انداز ہالہ کو اس کے عشق میں مبتلا کر رہے تھے۔

''تو یو آر میکنگ می نروس۔'' ہالہ کے اتنے کیوٹ انداز پہ ضامن بے ساختہ مسکرایا۔

''آر یو بلشنگ...... واناسی یو مسز ڈونٹ وانا مس دس چانس۔'' ضامن کے میسج کے ساتھ ڈھیر سارے کسنگ اور ہارٹس والے اسموجی آئے۔

ہالہ نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کیں۔ یہ اس کی زندگی میں پہلا رشتہ تھا جس کی محبت کو وہ پورے مان کے ساتھ محسوس کر رہی تھی اور یہ رشتہ اس کے لیے بہت قیمتی تھا۔

اچانک آنسو اس کی آنکھوں سے رواں ہوئے اس کی محروم زندگی میں اللہ نے اچانک ضامن کی محبت دے کر سب محرومیاں جیسے ختم کر دی تھیں۔

''مسز......؟'' کچھ دیر تک جب ہالہ کا میسج نہیں آیا تو ضامن نے تشویش سے میسج کیا۔ ہالہ نے اپنے آنسو صاف کر کے جواب ٹائپ کیا۔

''میں نے سمیعہ سے آپ کے باس کا نمبر لے لیا ہے ابھی ان کو کال کر کے بتاتی ہوں آپ کا سعادت مند آفیسر اپنے مشن کی فکر چھوڑ کر رات کے اس وقت ایک خوبصورت لڑکی کو تنگ کر رہا ہے۔''

اس کے ریپلائی پر وہ بمشکل اپنا قہقہہ روک پایا۔ اللہ نے واقعی میاں بیوی کا رشتہ کتنا خوبصورت بنایا ہے کہ سارے دن کی تھکن اور سٹریس لے کر جب آدمی اپنی بیوی کے پاس آتا ہے تو وہ اس کی سب تھکن اپنی محبت میں سمیٹ لیتی ہے۔

آج کا انتہائی تھکا دینے والا دن گزار کر اس وقت دور بیٹھی ہالہ نے جیسے اس کی ساری تھکن اپنی باتوں

سے سمیٹ لی تھی۔

"وہ خوبصورت لڑکی میری بیوی ہوتی ہے، سو سر کو میرے اس وقت آپ کو تنگ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"تصحیح کر لیں، بیوی نہیں منکوحہ۔" ہالہ نے اسے جتاتے ہوئے پھر سے چڑایا۔

"جی انشاءاللہ واپس آ کر سب سے پہلے آپ کی رخصتی ہی کروانی ہے تاکہ پھر ہمارے درمیان دن اور رات کی کوئی قید نہ آ سکے۔ تاڈ ہیو سویٹ ڈریمز آف یور کمنگ مسٹر اینڈ مسز اینجلز۔"

آخری جملہ پڑھ کر وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔ نجانے جانے سے پہلے کب ضامن نے اس کا سیل چیک کر لیا تھا۔ اف سیکرٹ ایجنٹ کی بیوی ہونا بھی خطرے سے خالی نہیں۔ کچھ چھپا نہیں رہتا۔ اس نے لطف سے مسکراتے ہوئے سوچا اور ضامن کو گڈ نائٹ کہہ کر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

❁.....❁.....❁

بہت دنوں سے نہ تو ضامن کا کوئی فون آیا تھا اور نہ ہی میسج۔

صرف اسفند نے میسج کر کے اتنا بتا دیا تھا کہ کچھ دہشتگردوں کے اریاز کو ٹریس آؤٹ کر لیا ہے سو ابھی پر آج کل وہ تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ اور ضامن تو اپنے کام کے سلسلے میں اتنا جنونی ہو جاتا ہے کہ اسے تو اپنا بھی ہوش نہیں ہوتا۔ ضامن کے بارے میں مختلف باتیں اسے سمیعہ سے پتہ چلتی تھیں۔

جیسا کہ اس کی فیملی میں اس کے ڈیڈی کے علاوہ ممی تھیں، ایک بھائی اور ایک چھوٹی بہن۔ بھائی پڑھائی کے سلسلے میں باہر تھا جبکہ بہن ڈاکٹر بن رہی تھی۔

عاصم ملک جو کہ اب اس کے سسر بھی تھے روزانہ اسے کال کرتے، اس کے علاوہ

ضامن کی مدر اور بہن سے بھی اس کی اب بات چیت ہوتی رہتی تھی وہ تو اس سے ملنے کو بے چین تھیں۔

"یار! اتنے دنوں سے تم یہاں بند ہو، آؤ آج میں تمہیں باہر لے کر چلتی ہوں۔"

سمیعہ اور وہ شام میں چائے پی رہے تھیں۔ نجانے سمیعہ کو کیا سوجھی کہ اس نے جھٹ پٹ باہر نکلنے کا پلین بنالیا۔

"نہیں یار! میں کیسے نکل سکتی ہوں۔"

"ایسے ڈیئر کہ میرے پاس حجاب اور نقاب دونوں ہیں تو تم وہ کیری کرو گی۔ اس کے علاوہ اسفند کے کچھ خاص بندے ہیں ان کو میں کال کرکے کہتی ہوں وہ ہمیں فالو کریں گے۔ اور یہ بندی موڈر سے لے کر گرینڈ سب چلا لیتی ہے۔ میں ویسے آئی میں ہوں مگر ٹریننگ میں نے سب لی ہوئی ہے۔ اور کچھ عرصہ میں تمہارے میاں کو اسسٹ بھی کرچکی ہوں۔" ہالہ تو حیرت سے منہ کھولے اس دھان پان سی سمیعہ کو دیکھ رہی تھی۔

"چلو اب حیران بعد میں ہونا پہلے تیار ہو جاؤ۔" اس نے ہالہ کو اٹھاتے ہوئے کہا اور خود کسی کو کال کرنے چل پڑی۔

وہ دونوں نقاب اور حجاب پہنے ہوئے تھیں۔ ہالہ تو اتنے دنوں بعد باہر کی دنیا دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ وہ نقاب میں تھی پھر بھی پریشان تھی۔ کسی مشہور بوتیک کے آگے سمیعہ نے گاڑی روکی۔ اندر جاکر وہ ہالہ کے لیے کپڑے سلیکٹ کرنے لگی۔

"تم میرے لیے کیوں لے رہی ہو، میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔"

"وہ جو ایک عدد تمہارا شوہر ہوتا ہے نا اس نے مجھے تمہاری شاپنگ کے لیے جانے سے پہلے پیسے دیئے تھے۔ تمہارے اتنے امیر شوہر کے ہوتے ہوئے میرا تم پر اپنے پیسے ضائع

کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

سمیعہ کے اس انداز پر ہنسنے کے علاوہ نجانے کہاں سے ڈھیروں آنسو بھی اس کی آنکھوں میں سمٹ آئے۔ یہ احساس ہی اس کے لیے اتنا خوش کن تھا کہ اس کا کوئی رشتہ اب ایسا ہے جو اس کی فکر کرنے والا ہے، اس کی ضرورتوں کو سوچنے والا ہے۔ اب اسے پیسے کمانے کی فکر میں اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دردر کی ٹھوکریں نہیں کھانا پڑیں گی۔

جس وقت ان کا پروگرام بنا ہالہ اتنی جلدی میں نکلی کہ اسے اپنا موبائل رکھنا یاد نہیں رہا۔ بہت دنوں کے بعد ضامن آج شام تھوڑا فری تھا سب سے پہلا خیال اسے ہالہ کو کال کرنے کا آیا۔ ایک دو مرتبہ جب اس نے کال کی اور ہالہ نے نہیں اٹھائی تو اس کی پریشانی بڑھنا شروع ہوگئی۔ اب تو اس کے ساتھ دل کا رشتہ جڑ چکا تھا تو پریشانی کیوں کر نہ ہوتی۔

اب اس نے سمیعہ کو کال کی۔

وہ دونوں شاپنگ کرکے اب واپسی کے راستے پر تھیں۔ اسفند کے دو خاص بندے سول ڈریس میں سارا ٹائم ان کے ساتھ رہے تھے۔

"لو جی آ گیا تمہارے میاں کا فون، اب میری شامت آ جانی ہے، تمہارا موبائل کہاں ہے۔" سمیعہ نے اسے بتاتے موبائل کا پوچھا۔

"وہ تو لاؤنج میں ہی پڑا رہ گیا۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا اٹھانا۔"

"بس ہوگئی اب ہماری آؤٹنگ پوری۔" ضامن سے ملنے والی متوقع ڈانٹ کا سوچتے اس نے موبائل پہ ضامن کی کال کو یس کیا۔

"کہاں ہو تم اور یہ ہالہ کہاں ہے فون کیوں اٹینڈ نہیں کر رہی۔" ضامن کی پریشان آواز آئی۔

"وہ ایسا ہے کہ میں ہالہ کو تھوڑی دیر آؤٹنگ کے لیے لائی تھی۔"

سمیعہ نے ہمت کر کے سچ بتایا۔

"ہیو یو گون میڈ۔" ضامن اس کی بات پہ دھاڑا۔

"یار! اسے پوری طرح نقاب میں لے کر آئی ہوں۔ ڈونٹ یو وری، اسفند کے دو بندے بھی ہمیں فالو کر رہے ہیں۔"

"تو اتنی تمہیں اور ہالہ کو کیا مصیبت تھی اتنے پروٹوکول کے ساتھ باہر نکلنے کا رسک لینے کی، اسی لیے کیا میں اسے تمہارے پاس چھوڑ کر گیا تھا۔" ضامن نے اچھی طرح اس کی کلاس لی۔

"توبہ ہے ضامن! تم تو پکے عاشق بن گئے ہو۔ وہ بے چاری آخر اس چار دیواری میں رہ کر تنگ آ گئی ہے۔ انسان ہے وہ۔"

"وہ چار دیواری اس کے لیے بہت امپورٹنٹ ہے۔ اور خبردار جو دوبارہ یہ بے وقوفی کی۔ گھر پہنچ کر میری ہالہ سے سکائپ پر بات کرواؤ۔"

"یس باس۔" اس نے شکر کرتے فون بند کیا۔

"لو جی، میں نے تو ڈانٹ سن لی اب تم تیار ہو جاؤ۔" اس نے ہالہ کو ڈرایا۔

فلیٹ پر پہنچتے ساتھ ہی سمیعہ نے سکائپ پر ضامن کو وڈیو کال ملائی۔ وہ دونوں ضامن کے روم میں ہی بیڈ پر بیٹھی تھیں۔

کال پک ہوتے ہی ضامن کا چہرہ نظر آتے ہی ہالہ کو لگا ہر منظر روشن ہو گیا ہے۔ ہلکی سی شیو میں بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں اپنے کیژول حلیے میں بھی ہالہ کو بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"ہالہ کہاں ہے۔" سمیعہ کا چہرہ سکرین پر ابھرتے ہی اس نے پوچھا۔

"اف ضامن کتنے بے مروت ہو بیوی کی پڑی ہے، صحیح کہتے ہیں بھابھیاں آتے ہی

بھائی بہنوں سے بدل جاتے ہیں۔" سمیعہ کے دہائی دینے پر ہالہ اور ضامن دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ ابھری۔

"بک بک نہیں کرو، ہالہ کو بلاؤ، آئی وانا سی ہر۔" ضامن نے اپنا لہجہ غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا انعام ملے گا تمہاری بیوی کی منہ دکھائی کا۔" سمیعہ اسے تنگ کرنے پر بضد تھی۔

"اسفند اسے فون کر کے کسی کام پہ لگا۔" اس نے زچ ہو کر ساتھ بیٹھے اسفند کو کہا۔

"ہاہاہا! ضامن تم کتنے کیوٹ لگ رہے ہو اس عاشقوں والے گیٹ اپ میں۔" سمیعہ کو آج پہلی مرتبہ اس کا ریکارڈ لگانے کا موقع ملا تھا وہ کیسے مس کرتی۔ ابھی وہ ہنس ہنس کے بے حال ہو رہی تھی کہ اسفند کی موبائل پر کال آ گئی۔

"کاش تم اتنی ہی سعادت مندی کا مظاہرہ میرے لیے بھی کر لیا کرو۔" اس نے فون کان سے لگاتے ہی اسفند کو ناز سے کہا اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔

"ہالہ۔" وہ جو سمیعہ کو جاتا دیکھ رہی تھی۔ ضامن کی آواز پر لیپ ٹاپ کی سکرین کی جانب دیکھا۔ جہاں ابھی بھی ہالہ منظر سے آؤٹ تھی۔ اس نے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی جانب کیا۔

"السلام علیکم۔" ہالہ کی تصویر آتے ہی ضامن اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا سکا۔ سکائی بلیو پرنٹڈ شرٹ اور دوپٹہ کندھوں پر لیے آدھے کھلے آدھے بندھے بالوں میں وہ سیدھا ضامن کے دل میں اتر رہی تھی۔

"ضامن!" وہ اس کی نظروں سے کنفیوژ ہو رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہو ناں۔" ہالہ اس کی اتنی فکر اور محبت پر یکدم رو پڑی۔

"واٹ ہیپنڈ یار، ٹھیک ہوں ناں، ہالہ پلیز مجھے پریشان نہیں کرو۔"

وہ اس کے رونے سے تڑپ اٹھا۔
"میں ٹھیک ہوں۔آ......آپ کیسے ہیں۔" اس نے اپنے آنسو صاف کر کے بدقت نظریں جھکا کر کہا۔ضامن کی نظریں اس کے علاوہ کہیں اور دیکھنے سے انکاری تھیں۔
"ٹھیک ہوں روئی کیوں۔" ضامن کی نظریں اب تک اس کی بھیگی پلکوں میں اٹکی ہوئی تھیں۔
ہالہ نے نفی میں سر ہلاتے جواب دیا۔ایک مرتبہ پھر آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں اٹکا۔
"ہالہ! ایسے پریشان کرو گی تو کیا میں ابھی فلائٹ پکڑ کے آؤں۔" پریشانی بڑھی۔
"کچھ نہیں بس ویسے ہی۔" اس نے بمشکل آنسوؤں کو پیچھے دھکیل کر یہ الفاظ ادا کیے۔
"آر یو شیور۔" ضامن نے بے چینی سے پوچھا۔
اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
"او کے دین لک ایٹ دا سکرین۔" ضامن نے اسے اپنی پکچر کی طرف دیکھنے کو کہا۔
ہالہ نے بمشکل اسکرین پر نگاہ ڈالی جہاں اس کی جگر جگر کرتی نظریں اسی کو دیکھ رہی تھیں۔ضامن نے کچھ ٹائپ کر کے اسے سکائپ پر میسج کیا۔
ہالہ نے جیسے ہی میسج اوپن کیا تو کس والا اموجی دیکھ کر وہ بلش کر گئی۔ضامن دائیں ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر رکھے مسکراتی نظروں سے اس کے ایکسپریشنز دیکھ رہا تھا۔
"آئی وش آئی کڈ بی دیر۔" اسے بلش کرتے دیکھ کر ضامن نے جذبوں سے چور آواز میں کہا۔
"میں کال کاٹ رہی ہوں آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔" ہالہ نے خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ضامن نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا۔

"یہ تو الزام ہے میں تو اتنی دور بیٹھا ہوں۔" ضامن نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔

اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی ہالہ نے اسے غصے سے گھورا اور ساتھ ہی کال کاٹ دی۔ سیکنڈ بعد ہی اس کے موبائل کے بجنے کی آواز لاؤنج سے آئی۔ ہالہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ کال پک کی۔

"ہیلو۔" اس کی خفگی بھری آواز فون پر ابھری تو ضامن کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"کل جب آپ کے پاس ہوں گا تو پھر کہاں چھپیں گی۔"

"رئیلی۔" ضامن کی بات سمجھتے وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت بولی۔

"جی کل رات میں اور اسفند واپس آرہے ہیں۔"

"گریٹ۔"

"ہالہ۔" ضامن کی پکار نے اس کا دل دھڑکایا۔

"آپ روئی کیوں تھیں۔" اس کے آنسوؤں نے ابھی تک اسے پریشان کیا ہوا تھا۔ وہ کیسے بتاتی کہ اپنی محروم زندگی میں ضامن کی محبت اس کے لیے بہت قیمتی ہے۔ پھر سے آنسو اس کی آنکھوں میں سمٹے۔

"آئم مسنگ یو۔" اس کی بھیگی آواز کے اس مختصر سے اظہار کو ضامن نے پوری شدت سے محسوس کیا۔

"مسنگ یو ٹو سویٹ ہارٹ، ڈونٹ وری آئی ول بی دیر ٹو مورو جسٹ ون نائٹ ہیز لیفٹ۔" ضامن کی محبت کو اس کے لیے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ خدا حافظ کہہ کر اس نے فون بند کیا مگر کبھی کبھی قسمت ویسا نہیں کرتی جیسا ہم سوچتے ہیں۔

اگلے دن وہ دونوں کچن میں مختلف ڈشز بنا رہی تھیں ضامن اور اسفند کے لیے جنہوں نے رات میں آنا تھا۔

"سمیعہ! اگزیکٹ ٹائم کیا بتایا تھا اسفند بھائی نے وہ پہنچنے کا۔"

"یار دس بجے کہ کہا تھا۔"

سمیعہ نے مصروف سے انداز میں چکن کڑاہی بناتے ہوئے کہا۔ ہالہ نے لاؤنج میں لگی گھڑی دیکھی جس پر ابھی فقط پانچ بجے ہوئے تھے۔

"اف! ابھی پانچ گھنٹے بعد میں آپ کو دیکھ پاؤں گی۔" یہ سوچتے ہوئے وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ پانچ سیکنڈ بعد ہی وہ اتنی تکلیف دہ خبر سنے گی۔

سمیعہ کے موبائل پر کال آئی۔ اس نے ایک ہاتھ سے ہنڈیا میں چمچ چلاتے دوسرے ہاتھ سے کال پک کی۔

"ہیلو" اس کے ہیلو کہتے ہی جو خبر سنائی دی۔ اس نے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم، منہ توڑ دوں گی میں تمہارا۔" غصے اور تکلیف کے ملے جلے احساسات سمیت وہ چلا اٹھی۔

ہالہ جو کہ فریج میں دودھ رکھ رہی تھی۔ سمیعہ کی غصیلی آواز سن کر وہیں سن ہوگئی۔

"کب ہوا یہ، کہاں ہیں وہ دونوں اوکے میں آ رہی ہوں۔"

سمیعہ کی بھیگی آواز نے اسے جو کچھ باور کروایا تھا وہ سننا نہیں چاہتی تھی۔ سمیعہ فون بند کر کے اس کی طرف پلٹی جو فریج کے ساتھ شاکڈ کھڑی اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

سمیعہ اسی کی جانب بڑھی۔

"پلیز سمیعہ، ضامن کے بارے میں کوئی......" نفی میں سر ہلاتے اس نے سمیعہ کے آنسوؤں سے تر چہرے کو خوف سے دیکھتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ لیے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی جو ہو گیا تھا۔

"ہالہ! وہ دونوں آئی سی یو میں ہیں، ان کی گاڑی پر آج کسی نے فائرنگ کی تھی۔ اسلام آباد شفٹ کیا ہے انہیں۔ میں ارجنٹ ٹکٹس کروا رہی ہوں ہم ابھی نکل رہے ہیں۔ اس وقت انہیں ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے آنسوؤں کی نہیں۔ اٹھو اور اپنی چیزیں پیک کرو۔"

سمیعہ نے خود کو کمپوز کر کے اسے تسلی دی ساتھ ہی کسی کو دو پلین کی ٹکٹس کا کہا۔ اگلے ڈھائی گھنٹے بعد وہ پنڈی سی ایم ایچ میں تھیں۔ جہاں ان دونوں کی فیملیز موجود تھیں۔

ہالہ نقاب میں ہی تھی۔ سمیعہ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی۔ ہالہ سوائے عاصم ملک کے اور کسی کو بائے فیس نہیں جانتی تھی۔

وہ سیدھا ان کے پاس گئی۔ انہوں نے بڑھ کر اس کو اپنے ساتھ لگایا۔ کتنی محبت سے انہوں نے اسے ضامن کے نکاح میں دیا تھا۔ کل ہی ابھی ضامن نے ان سے ریکویسٹ کی تھی کہ لاہور جاتے ہی وہ جلد ہالہ کی رخصتی کروائیں۔ ہالہ کے لیے اس کے لہجے میں چھپی محبت کا سن کر وہ کتنے خوش ہوئے تھے اور آج۔

"کتنی خواہش تھی میری کہ میں جلد از جلد تم سے ملوں مگر کیا پتہ تھا کہ ایسے حالات میں ملنا پڑے گا۔"

ہالہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ضامن کی ممی نے اس کا رخ اپنی طرف کر کے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

ضامن کی بہن بھی اس کے گلے لگ کر بے اختیار رو پڑی۔ اور ہالہ وہ تو اب تک بے یقینی

کی کیفیت میں تھی۔ پھر وہ اسفند کے گھر والوں سے ملی۔

''ضامن کے سر پر چوٹیں آئی ہیں جس کی وجہ سے کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔ ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں دونوں کو بچانے کی لیکن بہر حال اصل بچانے والی ذات وہی ہے آپ لوگ بس دعا کریں۔ اللہ کرم کرے گا۔''

ڈاکٹرز اکرا اپنے پروفیشنل انداز میں تسلی دے گئے مگر یہ وہ دو فیملیز جانتی تھیں کہ ان پر کیا گزر رہی ہے۔ ہالہ کے تو آنسو نہیں رک رہے تھے۔ اس کو اللہ نے اتنا قیمتی رشتہ دے کر آج سولی پر چڑھا دیا تھا۔

''اے اللہ! آپ تو جانتے ہیں نہ میرے پاس اس ایک رشتے کے علاوہ اور کوئی رشتہ نہیں۔ اپنے حبیب کے صدقے میرے لیے اسے نئی زندگی دے دیں۔ مجھے تو محبت کے معنی اب پتہ چلے تھے۔ میں نے تو ابھی اسے محسوس بھی نہیں کیا۔ آپ نے زندگی کے ہر قدم پر مجھے تکلیف دہ حالات سے بچایا۔ اللہ آج بھی مجھے میرے اس اپنے کے بچھڑنے کے دکھ سے بچا لیں۔ یہ تکلیف میرے بس سے باہر ہو رہی ہے۔ پلیز اللہ جی۔''

ساری رات سب کی آنکھوں میں کٹی اور صبح کی روشنی ان کے لیے ایک نئی زندگی لے کر آئی تھی۔ جب ڈاکٹرز نے بتایا کہ دونوں خطرے سے باہر ہیں۔

کچھ گھنٹوں بعد انہیں روم میں شفٹ کر دیا گیا۔ ہالہ پہلے اسفند کو دیکھنے گئی۔ بالکل بھائیوں کی طرح ہر لمحہ اس نے ہالہ کا خیال رکھا تھا۔ اسفند اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اب وہ ہوش میں تھے۔ لیکن ڈاکٹرز نے زیادہ بات چیت سے منع کیا تھا۔ اسفند سے مل کر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ ضامن کے روم کی طرف بڑھی۔

دروازہ کھول کر جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی، نظر سیدھی آنکھیں بند کیے ضامن پر پڑی جس

کے سر پر پٹیاں لپٹی تھیں۔ وہاں پہلے سے ہی ضامن کی ممی اور بہن تھیں۔

''آؤ ناں ہالہ۔'' اسے دروازے پر ہی کھڑا دیکھ کر ضامن کی ممی نے کہا۔ ہالہ کا نام سنتے ہی ضامن نے آنکھیں کھول کر گردن گھما کر اسے دیکھا۔ حیرت، خوشی، محبت۔ نجانے کون کون سے جذبے ہالہ کو اس کی آنکھوں میں نظر آئے۔ وہ آہستہ سے چلتی اس کی ممی کی چیئر کے پاس کھڑی ہوئی جو ضامن کے بیڈ کے قریب رکھی ہوئی تھی۔

''رمشا آؤ ذرا اسفند کو دیکھ آئیں۔'' اس کی ممی نے ان دونوں کو اکیلے میں ملنے کا موقع دیا اور روم سے باہر چلی گئیں۔ ہالہ نظریں جھکائے ہوئے تھی جبکہ ضامن کی نظریں اس پر تھیں جو ابھی بھی نقاب میں تھی۔

''ہالہ۔'' ضامن نے اسے پکارا اور اس نے چونک کے ضامن کو ایسے دیکھا جیسے ابھی تک اس کے زندہ سلامت ہونے کا یقین ہی نہ ہو رہا ہو۔ ضامن نے اسے اپنے پاس بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ آہستہ سے چلتی اس کے بیڈ پر ٹک گئی۔

''آئی وانا سی یو۔'' ضامن کی بات سنتے اس نے آہستہ سے نقاب گرایا۔ نظریں اس کی جھکی ہوئی تھیں جن میں آہستہ آہستہ آنسو اکٹھے ہو رہے تھے اور بے اختیار پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر آگئے۔

''ہنی ایسے نہیں کریں۔'' ضامن نے اس کے گود میں دھرے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بمشکل کہا۔

ہالہ تو اس تسلی پر اور بھی بکھر گئی اور بے اختیار اس کے سینے پر سر رکھ کر روتی چلی گئی۔ ضامن نے آنکھیں بند کر کے اس کے گرد اپنا دایاں بازو پھیلایا۔

''ہنی پلیز اسٹاپ کرائینگ یور ٹیئرز آر ہرٹنگ می۔ آئی ایم نوٹ ان دیٹ پوزیشن ٹو وائپ

ڈیم پراپرلی۔" اس کی کمر سہلاتے وہ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔

ہالہ کو یکدم اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا تو فوراً سیدھی ہوئی اور ذرا سا رخ موڑ کر اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

اچانک ضامن نے اسے دیکھتے اس کا ہاتھ پکڑا۔ ہالہ نے اس کی جانب دیکھا تو وہی دل کھینچ لینے والی مسکراہٹ اس کے چہرے پر تھی جو ہالہ کا دل اتھل پتھل کر دیتی تھی۔

"ڈیتھ لیس فار دس ان کنڈیشنل لو۔" ضامن اس کا ہاتھ ہونٹوں تک لے جا کر بولا۔

"کوئی ایسے بھی کسی کی جان نکالتا ہے۔" ہالہ نے خفگی سے کہا اور اس کے پاس سے اٹھ کر بیڈ کے پاس رکھی کرسی کو اس کے بیڈ کے اور پاس کر کے بیٹھ گئی۔

"اور کوئی ایسے بھی اپنی جان کو تنگ کرتا ہے۔" ضامن نے اسی کے انداز میں کہتے اس کی بھیگی پلکوں پر اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا پھیرا۔

"آئیم سوری۔" ہالہ نے آنکھیں نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"آہاں..... ان آنسوؤں نے ہی تو مجھے بتایا ہے کہ میرے لیے کوئی بہت فکر مند تھا۔"

"اچھا اب آپ زیادہ باتیں نہیں کریں۔" ہالہ نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

⚙......⚙......⚙

اگلا پورا ہفتہ ضامن اور اسفند نے ہاسپٹل میں گزارا پھر انہیں ڈسچارج کر دیا گیا اور دونوں کچھ عرصہ ریسٹ کے لیے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ ہالہ بھی ضامن کے گھر آ چکی تھی اور ضامن کی بہن کے گھر اس کا قیام تھا۔ ایک کنال پر بنا ہوا یہ خوبصورت سا گھر مارگلہ ہلز کے سامنے تھا جہاں سے پہاڑوں کا خوبصورت منظر اس گھر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا تھا۔

خاص طور پر ضامن کا روم اوپر کی سٹوری پر تھا اور اس کے ٹیرس کے بالکل سامنے ہلز نظر

آئی تھیں۔ گھر آکر ضامن کے بہت سے کام ضامن کی ممی نے ہالہ کو سونپ دیئے۔ انہیں اپنی یہ کیوٹ سی بہو بہت پسند تھی اور اس کے پیرنٹس کے ساتھ بھی جو لگاؤ تھا اس سے ہالہ ان کو اور بھی عزیز تھی۔

ضامن تیزی سے ری کور کر رہا تھا اور اب تو چلنے بھی لگ گیا تھا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ پرسوں سے جوائننگ دوں۔'' ناشتے پر سب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ضامن نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے مگر میں چاہ رہا تھا کہ اب رخصتی کر کے تمہارے ولیمے کا فنکشن اناؤنس کریں۔'' عاصم صاحب کے کہنے پر اس کی نظر سامنے بیٹھی ہالہ کی طرف اٹھی۔ اس نے بھی اسی لمحے ضامن کو دیکھا۔ اس کی لرزتی پلکوں کو دیکھ کر ایک مسکراہٹ ضامن کے ہونٹوں پر آئی جس کو اس نے جوس کا گلاس پیتے ہوئے چھپایا۔

''ڈیڈی! آئی تھنک ولیما ابھی رہنے دیں کیونکہ گیدرنگ میں کوئی بھی بیچر ہالہ کی لیک ہو سکتی ہے اور ابھی کوئی رسک لینا ٹھیک نہیں۔''

ضامن کی بات ان کے دل کو لگی۔

''چلو تم لاہور سے چھٹیاں لے کر نیکسٹ ویک تک آجاؤ تو گھر میں ہی چھوٹا سا کوئی گیٹ ٹو گیدر کر لیتے ہیں۔ ہالہ یہیں رہے گی۔''

''ٹھیک ہے، آپ ارلی مورننگ کی میری فلائٹ بک کروا دیں۔''

رات میں ضامن کی ممی نے اسے ضامن کی پیکنگ کرنے کے لیے کہا۔ ضامن کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ ہالہ نے شکر کرتے جلدی سے جا کر اس کی پیکنگ شروع کی۔ ابھی وہ واش روم سے اس کی شیونگ کٹ لینے گئی ہی تھی کہ اس کے روم کا ڈور کھلنے کی آواز آئی۔

اب ہالہ پریشان تھی کہ اندر ہی رہے یا باہر جائے۔

ضامن جیسے ہی اندر آیا تو سامنے بیڈ پر اپنا بیگ دیکھ کر یہی سمجھا کہ ممی اس کی چیزیں رکھ رہی ہیں۔

"ممی! میری وہ بلیک شرٹ ضرور رکھیے گا۔" واش روم کا کھلا دروازہ دیکھ کر وہ یہی سمجھا کہ ممی اندر ہیں بیڈ کے بائیں جانب لگے شیشے میں اپنے بالوں میں برش کر کے جیسے ہی وہ پلٹا ہالہ کو اپنی چیزیں رکھتا دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی۔

"اوہو! شوہر کی خدمتیں ہو رہی ہیں۔ صبح سے کہاں چھپی ہوئی تھیں آپ۔ رخصتی کی بات اس لیے نہیں کی تھی کہ آپ پردہ سٹارٹ کر دیں۔" ضامن اس کی جانب آتے ہوئے بولا۔

"آپ چپ کر کے ابھی باہر چلے جائیں تاکہ میں سکون سے آپ کی پیکنگ کر دوں۔ کچھ مس ہو گیا تو بعد میں مجھے مت ڈانٹیے گا۔"

"نہ تو آج میں اس روم سے جاؤں گا اور نہ آپ کو جانے دوں گا۔" ضامن کی بات پر اس کا منہ اور آنکھیں دونوں کھل گئیں۔

"لگتا ہے ابھی تک دماغ سے چوٹ کا اثر نہیں گیا۔" ہالہ نے چڑ کر اس پر طنز کیا جو بیڈ پہ بیگ کے پاس بیٹھا دونوں ہاتھ پیچھے بیڈ پر رکھے اسے شرارتی مسکراہٹ سے دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے میں ممی کو ہی باقی کی پیکنگ کے لیے بھیجتی ہوں۔" اس نے خفگی سے منہ پھلا کر کمرے سے جانے کے لیے قدم بڑھائے کہ ہاتھ ضامن کی گرفت میں آ گیا۔

"اچھا نہ یار! اپنی کیوٹ سی بیوی کو تنگ نہ کروں تو کس کو کروں۔" اس نے کھڑے ہوتے ہالہ کے گال کو پیار سے کھینچتے ہوئے کہا اور پھر بیڈ کے بالکل سامنے لگے سی ڈی پلیئر کے سامنے جا کر سی ڈیز چیک کرنے لگا۔

ہالہ نے سکھ کا سانس لیا۔

کچھ دیر بعد ایک سونگ سلیکٹ کر کے اس نے ہالہ کو پکارا۔

"ایک وش پوری کر سکتی ہیں میری؟" ضامن نے بہت آس سے پوچھا۔

"وہ کیا؟" ہالہ نے بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے کہا۔وہ یہی سمجھی کہ کافی یا چائے کی فرمائش ہوگی۔

ضامن نے پلے کا بٹن آن کیا اور ہالہ کے پاس آ کر اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

"مے آئی ہالڈ یور ہینڈ لیڈی۔"

اس کی مسکراہٹ نے ہالہ کو مسمرائز کیا اس نے کچھ کنفیوز ہو کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

ضامن نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں سے کیچر اتارا اور بیڈ پر اچھالا۔اس کا ایک ہاتھ اپنے شولڈر پر رکھا اور اپنا بایاں ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھا۔

ہالہ حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔اب اسٹیریو پر Norah Jones کی آواز ابھری۔

Come away with me in the night

Come away with me

And I will write you a song

Come away with me on a bus

Come away where they can't tempt us

With their lies

I want to walk with you
On a cloudy day
In fields where the yellow grass grows knee-high
So won't you try to come

Come away with me and we'll kiss
On a mountain top
Come away with me
And I'll never stop loving you

And I want to wakeup with the rain
Falling on a tin roof
While I'm safe there in your arms
So all I ask is for you
To come away with me in the night
Come away with me

”فلس جوائن مائی اسٹیپس۔“ آگے پیچھے اپنے پاؤں کو لے جاتے وہ اسے لائٹ رومانٹک کپل ڈانس کروا رہا تھا۔

"آئی کانٹ ڈو دس ضامن۔" ہنستے ہوئے ہالہ بولی۔
"وائے آر یو ڈوئنگ دس۔" آہستہ آہستہ اس کے ساتھ قدم ملاتے ہالہ نے اس کی مسکراتی نظروں میں دیکھا۔
کتنا ڈفرنٹ شخص اللہ نے اسے دیا تھا جو اس کے ہر نئے دن میں اسے سرپرائز کرتا تھا۔
"یہ میری بچپن کی وش تھی کہ میں اپنی وائف کے ساتھ کپل ڈانس کروں۔" ضامن کے غیر سنجیدہ جواب نے ہالہ کو قہقہہ لگانے پر مجبور کیا۔
ضامن نے محبت پاش نظروں سے اس کے ہنستے چہرے کو دیکھا۔ پچھلے کچھ دن وہ ہالہ کو اپنے لیے اتنا روتا دیکھ چکا تھا کہ اب اس کی ہنستی مسکراتی یاد اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا تھا۔ بے اختیار ضامن نے اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اسے ہر طرح سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔
"آئی وانٹ ٹو میک ایوری نائٹ اینڈ ڈے میموریبل دیٹ وی سپینڈ ٹوگیدر۔"
اس کی گمبھیر جذبوں سے چور آواز پر ہالہ نے اس کے سینے پر سر رکھ کر خود کو اس کی جذبے لٹاتی نظروں سے چھپایا۔ ضامن اس کی معصوم سی ادا پر اپنی مسکراہٹ نہیں روک پایا۔

✿......✿......✿

اگلے دن صبح اس کی فلائٹ تھی۔ سب اسے چھوڑنے جا رہے تھے۔ ہالہ بھی ساتھ تھی نقاب میں۔ ضامن سب سے مل کر جانے لگا تو ہالہ آنسو صاف کرتے کرتے گلے لگی کہ نجانے کیسے ہالہ کا نقاب نیچے گر گیا۔ اس نے گھبرا کر جلدی سے نقاب اوپر کرنا چاہا کہ تب تک دیر ہو چکی تھی اور زمان شاہ جس کی نظر غیر اختیاری طور پر ہالہ پر پڑی تھی اس کے بغیر نقاب کے چہرے کو ششدر کھڑا دیکھتا رہا۔ وہ بھی اسی فلائٹ سے لاہور جا رہا تھا۔ یہ وہی ایس ایچ او تھا جس نے ہالہ کے قاتلہ

ہونے کی خبر اخبار میں چھپوائی تھی اور یہ زمان شاہ کا بیٹا بھی تھا۔

''ڈیڈی آئی ہیو فاؤنڈ دیٹ بچ۔'' زمان شاہ نے اپنے باپ کو میسج ٹائپ کیا۔

ساتھ ہی باپ کی کال آ گئی۔ اس نے ساری تفصیل اسے بتائی۔

عاصم ملک کو وہ اچھی طرح جانتے تھے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ سرفراز کے بیسٹ فرینڈ بھی تھے۔ اور نہ ہی یہ جانتے تھے کے ضامن ان کا بیٹا ہے۔ اتفاق سے دونوں جہاز میں بزنس کلاس میں تھے۔ ضامن آگے بیٹھا تھا اور زمان شاہ کو پچھلی سیٹ پر جانا تھا۔ جاتے جاتے اس نے بہت طریقے سے ضامن کی پکچرز اپنے موبائل میں لیں پھر اپنے کارندوں کو سینڈ کیں۔

''آئی نیڈ آل دا انفارمیشن ریکارڈنگ دس کا بے یار جلدی۔''

اور ساتھ ہی ایک اور بندے کو کال کی جو کہ اسلام آباد میں تھا اسے عاصم ملک کے گھر کی نگرانی پر لگایا۔ ضامن ہالہ کو سوچتے ہوئے بے حد اداس تھا مگر خوشی بھی تھی کہ اب ان کے ایک ہونے میں صرف ایک ہفتے کی دوری تھی۔

ہالہ کا کل کی ہنسی اور آج کی اداسی، ہر روپ اس کی آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔ کانوں میں ہینڈ فری لگائے سیٹ کی پشت سے ٹکائے وہ دشمن جاں اسے بے حد یاد آ رہی تھی۔ پھر اس نے آنکھیں کھول کر ہالہ کے نمبر پر Bryan Rice کا سونگ شیئر کیا۔

ہالہ نے جیسے ہی واٹس ایپ میسج اوپن کیا۔ ضامن کے شیئرڈ سانگ کو دیکھا۔ اس نے ہینڈ فری بیگ سے نکال کر کانوں میں لگائی۔ وہ لوگ گھر واپس جا رہے تھے۔ سب اپنی اپنی جگہ ضامن کے لیے اداس تھے۔ ہالہ کو بہت اچھا لگتا تھا جب ضامن اپنی فیلنگز کے اظہار کے لیے ہالہ سے سونگز شیئر کرتا تھا۔

اب بھی Bryan Rice کی آواز نے ہالہ کا دل کھینچ لیا۔

Hey baby, when we are together, doing things that we love

Every time you're near I feel like I'm in heaven, feeling high

I don't want to let go, girl

I just need you to know girl

I don't wanna run away, baby you're the one I need tonight

No promises

Baby, now I need to hold you tight, I just wanna die in your arms

Here tonight

Hey baby, when we are together, doing things that we love

Everytime you're near I feel like I'm in heaven, feeling high

I don't want to let go, girl

I just need you to know girl

I don't wanna run away, baby you're the one I

need tonight

No promises

Baby, now I need to hold you tight, I just wanna die in your arms...

I don't want to run away, I want to stay for ever, thru time and time

No promises

I don't wanna run away, I don't wanna be alone

No Promises

Baby, now I need to hold you tight, now andfor ever my love

No promises

ہالہ نے سونگ سنتے ضامن کا ایک اور میسج ریسیو کیا۔

"مسنگ والا سٹ نائٹ وائل لسننگ ٹو دس سانگ۔"

"مسنگ یو ٹو ہنی۔" ہالہ نے بمشکل اپنے آنسو روکتے ہوئے کہا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پھر سے تپتی دھوپ میں کھڑی ہو گئی ہو۔ ضامن کی موجودگی کسی ٹھنڈی چھاؤں سے کم نہیں تھی۔ مگر یہ سوچ کر خود کو تسلی دی کہ ایک ہفتے کی ہی تو بات ہے۔ پھر کوئی دوری ان کے درمیان نہیں آئے گی۔

لاہور سے آگے ایک گاؤں میں رحمان شاہ نے اپنا اڈا بنایا ہوا تھا جہاں وہ سب غلط کام کرتا تھا۔ آج بھی وہ وہیں موجود تھا۔ زمان شاہ سیدھا اس اڈے پر پہنچا۔ رحمان بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ زمان شاہ لاؤنج میں داخل ہوا۔ باپ سے بغلگیر ہونے کے بعد اس نے ساری تفصیل پھر سے بتائی اور یہ بھی کہ اس نے عاصم کے گھر کی نگرانی شروع کروا دی ہے۔ پھر اس نے ضامن کی تصویر بھی انہیں دکھائی۔

رحمان شاہ نے اس کے کندھے پر خوش ہو کر تھپکی دی۔ ہالہ کی طرف تو بہت سے بدلے نکلتے تھے۔ نہ صرف وہ ثبوت جو ہالہ کے پاس تھے وہ نکلوانے تھے بلکہ وہ تمام ثبوت بھی انہیں چاہئیں تھے جن کا علم صرف ہالہ کو تھا کیونکہ سرفراز کی موت کے بعد اس نے بہت کوشش کی کہ اسے وہ ثبوت مل جائیں جو کہ اگر آئی ایس آئی کے ہاتھ لگ جاتے تو اسے پھانسی کے پھندے سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

ہالہ سے یہ غلطی ہوئی کہ جب رحمان شاہ نے اسے کڈنیپ کیا تو اس نے غصے میں کہہ دیا کہ وہ سرفراز کی بیٹی ہے اور اس کے پاس وہ تمام ثبوت ہیں جو وہ پولیس کو دکھا کر انہیں جیل کروائے گی۔ ان ثبوتوں کا علم صرف تنویر کو تھا اور اس نے ہالہ کے بڑے ہونے کے بعد اسے بھی بتا دیا تھا مگر یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ اتنی بڑی بے وقوفی کر جائے گی اسی لیے اس نے ہالہ کو وہاں سے اس رات بھگا دیا تھا اور انہی ثبوتوں کی وجہ سے رحمان شاہ اس کے خون کا پیاسا ہو گیا تھا۔

شام تک ضامن کے بارے میں زمان شاہ کو ساری انفارمیشن مل چکی تھی سوائے اس کے کہ ہالہ اس کے نکاح میں ہے۔

"زمان! اب اس لڑکی پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان نہیں۔ عاصم ملک جن ہے آئی ایس آئی کا۔" رحمان شاہ نے فکرمندی سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ ایسا جال پھینکوں گا کہ مچھلی با آسانی میرے قابو میں آجائے گی۔ اس کمینی کا وہ بیگ دیں جو اس رات یہیں رہ گیا تھا۔" اپنی شاطر مسکراہٹ سے اس نے باپ کو تسلی دی۔

دو دن بعد زمان شاہ ضامن کے آفس میں پہنچ چکا تھا جہاں وہ اپنے آرمی کے یونیفارم میں تھا۔

"سر! ایس ایچ او زمان شاہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" ضامن اس کا نام سن کر ٹھٹکا۔

"اندر بھیج دو۔" اس نے لمبے کے توقف کے بعد کہا۔

تھوڑی دیر بعد زمان شاہ اندر داخل ہوا۔ دونوں نے مصافحہ کیا۔

"جی فرمایئے، کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی۔" ضامن نے اس سے اپنے پروفیشنل انداز میں پوچھا۔

"خدمت تو نہیں بس ایک ہماری قیمتی چیز آپ کی تحویل میں ہے وہ چاہیے۔" زمان شاہ نے اپنی کرخت مسکراہٹ سے ضامن سے کہا۔ ضامن یکدم الرٹ ہوا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"میری کزن ہالہ اسے کچھ دن پہلے میں نے اسلام آباد ائیر پورٹ پر آپ کی فیملی کے ساتھ دیکھا ہے۔"

"تو۔" ضامن نے اپنی بے تاثر آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"تو یہ کہ آپ اسے ہمیں واپس کریں اور یہ بھی کہ ایک معصوم کی وہ جان لے کر وہ بھاگی ہے۔ میں چونکہ ایک ذمہ دار آفیسر ہوں اور میں رشتہ داروں کو بھی سزا دینے سے گریز نہیں کرتا اور آپ کیسے آرمی آفیسر ہیں جس نے ایک قاتلہ کو پناہ دی ہوئی ہے۔"

"ہاہاہا ذمہ دار جو اپنی ہی کزن کی عزت پر اپنے ہاتھوں سے ڈاکہ ڈلوائے۔" ضامن کے کہنے پر اس نے قہقہہ لگایا۔

"وہ میری منکوحہ ہے سر، میں مر کر بھی ایسا نہیں کر سکتا۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔" زمان کی بات نے اس کا دماغ بھک سے اڑا دیا۔

"بکواس نہیں سچ ہے۔" زمان کی بات پر اس نے مٹھیاں بھینچیں۔

"ثبوت؟" ضامن نے چیلنجنگ نظروں سے اسے دیکھا۔ "ضرور۔"

خباثت سے مسکراتے اس نے اپنی جیب سے ایک پیپر نکال کر اس کی جانب بڑھایا۔ ضامن نے غصے سے وہ پیپر اس کے ہاتھ سے لیا اور اسے پڑھ کر اسے لگا اس کے آفس کی چھت اس پر گر گئی ہو۔

"اتنا بڑا دھوکہ۔" وہ نکاح نامہ تھا جس پر ہالہ کے ہی سائن تھے۔ وہ ان سگنیچرز کو کیسے بھول سکتا تھا۔

"امید کرتا ہوں جلدی اسے ہمارے حوالے کرو گے نہیں تو بندہ نکلوانے کے اور بھی بہت سے طریقے مجھے آتے ہیں۔" زمان شاہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا دھمکی دے کر اسے حیران پریشان چھوڑ کر چلا گیا۔

زمان شاہ کے چلے جانے کے بعد ضامن نے اپنا نکاح نامہ نکالا۔ وہ گرنے کے سے انداز سے اس پر بیٹھا اور سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ یہ قسمت نے کیسا مذاق کیا تھا۔ جسے وہ اپنا سب کچھ مان چکا تھا وہ اس طرح اس کے جذبوں کا استحصال کرے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اس نے فون اٹھا کر کوئی نمبر ملایا۔

"اسلام آباد کی ویری نیکسٹ فلائٹ کب کی ہے اور اس میں ایک سیٹ اویلیبل ہوگی۔
نہیں بھی ہے تو کسی طرح ارینج کروا کر مجھے کال کرو۔"

پانچ منٹ بعد ہی اس کے ماتحت کی کال آئی۔

"ہیلو، او کے چار بجے ٹھیک ہے۔"

اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو تین بج رہے تھے۔ وہ اپنے آفس میں بنی الماری کی جانب بڑھا۔ وہاں سے جینز اور ٹی شرٹ نکالی۔ وہ آفس میں کچھ کپڑے ضرور رکھتا تھا کہ کبھی کبھار اسے وہیں سے آؤٹ آف سٹی جانا پڑ جاتا تھا۔ وہ تیزی سے واش روم کی جانب بڑھا۔

⁂......⁂......⁂

شام چھ بجے کا وقت تھا۔ ہالہ اس وقت گھر میں اکیلی تھی۔ رمشا اور ضامن کی می اسی کے لیے شاپنگ کرنے گئیں تھیں۔ جبکہ عاصم صاحب بھی کسی دوست سے ملنے گئے ہوئے تھے۔

وہ لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھی شام کا منظر انجوائے کر رہی تھا کہ مین گیٹ سے ضامن کو آتے دیکھ کر وہ حیرت اور خوشی سے یکدم اپنی جگہ سے اٹھی۔

ضامن سیدھا اسی کی جانب آیا۔

"می کہاں ہیں۔"

نہ سلام دعا نہ کوئی گرم جوشی۔ ہالہ یکدم ٹھٹکی۔

"السلام علیکم کیسے ہیں آپ، آپ نے بتایا ہی نہیں اپنے آنے کا۔" ہالہ نے خفگی سے کہا۔

"جتنا پوچھا ہے اتنا جواب دو۔"

ضامن کے سخت لہجے پر وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"می اور رمشا شاپنگ کے لیے گئی ہیں اور ڈیڈی بھی نہیں ہیں۔" وہ بھی اب ان دونوں کو

ممی اور ڈیڈی ہی کہتی تھی کہ یہ تاکید انہوں نے ہی کی تھی۔
"پانی کا گلاس لے کر میرے روم میں آؤ۔" ضامن غصے سے اسے حکم دیتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا۔
حالہ پریشان ہوتی پانی کا گلاس لے کر زینہ طے کرنے لگی۔ اسے تو ضامن کا اجنبی لہجہ پریشان کر رہا تھا۔ ناک کر کے وہ کمرے میں آئی تو نظر سامنے بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھے ضامن پر پڑی۔
وہ ڈرتے ہوئے اس کے پاس آئی اور پانی کا گلاس دیا جسے وہ ایک سانس میں خالی کر گیا۔ پھر غصے سے پاس کھڑی حالہ کو دیکھا جو اس کے غصے کو سمجھنے سے قاصر تھی۔
"ضامن! کیا بات ہے، کیا ہوا ہے؟" اس نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا اور یہی پوچھنا غضب ہو گیا۔ ضامن نے پوری قوت سے گلاس سامنے دیوار پر دے مارا جو چھناکے سے ٹوٹ کر گرا اور حالہ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔
"کیا ہوا ہے...... کیا ہوا ہے مجھے ...... یہ پوچھو کیا قیامت گزری ہے مجھ پر۔" ضامن بیڈ سے اٹھتے زور سے چلایا۔
"یہ دیکھو...... دیکھو اسے کیا ہے یہ۔" ضامن نے غصے سے اس کے سامنے وہ نکاح نامہ لہرایا جو زمان شاہ اسے دے کر گیا تھا۔ حالہ نے لرزتے ہاتھوں سے اسے پکڑا اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
"یہ یہ جھوٹ ہے۔" بے اختیار آنسو اس کے گالوں پر چھلکے روتی ہوئی آواز میں اس نے اپنی بے گناہی کا ثبوت دینا چاہا کہ ضامن کے زوردار تھپڑ سے وہ الٹ کر پیچھے گری۔ ضامن نے کوئی پرواہ نہ کرتے اس کے پاس بیٹھتے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اونچا کیا اور اپنا

نکاح نامہ اس کے آگے کیا۔

"اب اس کو دیکھو کہاں کوئی فرق ہے بتاؤ۔"

ضامن نے غصے سے دانت پیستے اس کے آگے زمین پر دونوں نکاح نامے رکھے اور اس کے بال جھٹکے سے چھوڑے۔ ہالہ دونوں کو دیکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ اس رات ایسا کچھ ہوا تھا۔ تو پھر کیسے اس کے سائن انہیں پتہ چلے۔

پھر سپارک ہوا کہ اس رات اس کا بیگ وہیں رہ گیا تھا اور اس کی چیک بک......بس پھر وہ سب سمجھ گئی مگر اس نے ضامن کو کوئی وضاحت نہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔

"یہ سب جھوٹ ہے مگر پھر بھی میں اب آپ کو کوئی وضاحت نہیں دوں گی۔" ایک عزم سے اٹھتے وہ ضامن کے مقابل آ کر کھڑی ہوئی۔

"کسی خوش فہمی میں مت رہنا تم اگر میری نہیں ہو تو کسی کی بھی نہیں ہو گی میں زندہ تمہیں زمین میں گاڑ دوں گا مگر کسی اور کے حوالے نہیں کروں گا۔"

ضامن نے اس کے بازو کو سختی سے پکڑتے ہوئے کہا اور جھٹکے سے چھوڑ کر چلا گیا جبکہ وہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر سوائے ماتم کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

ابھی وہ گھر سے باہر ہی نکلا تھا کہ اسے اویس عالم کی کال آ گئی۔

"کہاں ہو فوراً میرے پاس پی سی میں پہنچو۔"

اویس عالم کسی کیس کے سلسلے میں راولپنڈی ہی آئے ہوئے تھے۔ اور پی سی میں ٹھہرے تھے۔ انہیں تنویر کے تھرو اس نقلی نکاح نامے کا پتہ چلا تھا۔ انہوں نے ضامن کے آفس کال کی وہاں سے پتہ چلا کہ وہ اسلام آباد آیا ہوا ہے۔ انہوں نے کال کر کے اسے فوراً بلایا۔

ضامن کا دماغ اس وقت کھول رہا تھا۔

اس نے گاڑی کا رخ ہوٹل کی جانب کیا۔ پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کے اس نے دوبارہ انہیں کال کی اور کمرہ نمبر پوچھا۔ پھر سید حاان کے کمرے کی جانب بڑھا۔

"زمان آج تمہارے پاس آیا تھا۔" اس نے انہیں ساری کہانی کہہ سنائی۔

"تمہارے خیال میں یہ صحیح ہے یا غلط۔" انہوں نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

"سر! وہ سائنز ہالہ کے ہی ہیں۔ اور بالفرض نہیں ہیں تو ان کے پاس کہاں سے اس کے اتنے اگزیکٹ سائنز آئے۔"

ضامن کی بات پر وہ مسکرائے اور پھر اس کی تنویر سے بات کروائی جس نے اس چیک بک کا راز کھولا اور ان کے ایک ماہر بندے کا بتایا جس نے ہالہ کے سائن کی کاپی کی تھی۔

ضامن تو ششدر رہ گیا۔

"یہ کیا ہو گیا۔"

اس نے کال بند کر کے فون اویس صاحب کو پکڑایا۔ اس کی حالت دیکھ کر انہیں یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ وہ ہالہ کے ساتھ کچھ غلط کر بیٹھا ہے۔

"ضامن! غلط فہمی میں کس حد تک نقصان کر چکے ہو، کیا واپسی کا کوئی راستہ کھلا چھوڑ کر آئے ہو۔" انہیں سب سے پہلے شک یہی ہوا کہ کہیں ضامن ہالہ کو طلاق نہ دے آیا ہو۔

"بہت برا کیا ہے پھر بھی شکر ہے کہ انتہائی حد تک نہیں پہنچا۔" ضامن ان کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے بولا۔

"ضامن! جذبات کو عقل پر کبھی بھی حاوی مت آنے دینا آئندہ اور یاد رکھنا غلطیاں ہر کوئی کرتا ہے مگر ان سے ہمیشہ سبق سیکھنا، دوہرانا مت۔ اللہ تم دونوں کے لیے بہتر کرے۔" وہ

سب راز جو ہم نے سرفراز کو دیے تھے اس نے بینک کے لاکر میں رکھوائے تھے اور اب تنویر مجھے وہ سب دے چکا ہے۔ ہالہ کو بھی پتہ تھا اور اس نے غلطی سے ان کو بتا کر اپنے لیے مزید خطرہ مول لے لیا۔ اب اس کی اور بھی زیادہ پروٹیکشن کی ضرورت ہے کیونکہ رحمان کسی بھی وقت اب کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اس کے اریسٹ وارنٹ میں بنوا رہا ہوں اور چیف آف آرمی سٹاف کو انوالو کر رہا ہوں تا کہ اس کی بچنے کی کوئی صورت نہ ہو۔ امید ہے کل تک کام ہو جائے گا اور پھر ہی ہم اس پہ ہاتھ ڈال سکیں گے۔ تب تک تمہیں بہت الرٹ رہنا ہے۔"

ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ ضامن کے موبائل پر انجان نمبر سے کال آ گئی۔

"ہیلو۔" اس نے کہا۔

"کہا تھا ناں سیدھی طرح اسے میرے حوالے کر دو مگر تمہیں شاید بات سمجھ نہیں آ گئی۔ اپنی چڑیا میں تمہاری قید سے نکال لایا ہوں مگر تم نے اسے جو پروٹیکشن پروائیڈ کرنے کی غلطی کی اس کی سزا جلد ہی تمہیں ملے گی۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو تم ...... ہیلو ہیلو......" صحیح معنوں میں تو قیامت اب ٹوٹی تھی ضامن پہ۔ زمان شاہ کی آواز نے گویا صور پھونکا تھا اس کے کانوں میں۔

"کیا ہوا ہے۔" اویس عالم نے سر پکڑے ضامن کو جھنجھوڑا۔

"اس باسٹرڈ نے ہالہ کو کڈنیپ کر لیا ہے۔" اس کے منہ سے بمشکل یہ الفاظ نکلے۔

"فوراً گھر چلو۔" وہ دونوں تیزی سے ضامن کے گھر کے لیے نکلے۔

✿......✿......✿

ضامن کے چلے جانے کے بعد اسے لگا اس گھر میں اس کا دم گھٹ جائے گا۔ وہ کچھ دیر کے لیے یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ اس نے آنسو صاف کیے۔ ضامن کے کمرے سے نکل

کر وہ رمشا کے کمرے میں آئی چادر اچھے سے لی، منہ چھپایا نیچے آئی اور باہر کے گیٹ کی جانب بڑھی۔

ایک غلطی ضامن نے کی تھی اس پہ اعتبار نہ کر کے اب ایک غلطی ہالہ کر رہی تھی اس چار دیواری سے اکیلے نکلنے کی اور پھر غلطیوں کا تاوان تو بھرنا پڑتا ہے۔

"چاچا! پلیز دروازہ کھول دیں میں بس یہاں قریبی پارک تک جا رہی ہوں۔" اس نے چوکیدار کو کہا۔

"مگر بیٹا آپ کو اکیلے جانے کی اجازت نہیں۔" انہیں عاصم صاحب نے سختی سے منع کیا تھا کہ ہالہ کو اکیلے نہ نکلنے دیں۔

"باہر انکل کے گارڈز ہیں ناں آپ ان کو کہیں مجھے فالو کر لیں۔"

چاچا نے انہیں فون کیا اور یوں ہالہ قریبی پارک تک آ گئی۔ اس وقت وہ کہیں بھاگ جانا چاہتی تھی۔ وہ گال ابھی بھی سنسنا رہا تھا جہاں ضامن نے تھپڑ مارا تھا۔ اس تھپڑ سے بڑھ کر ضامن کی بے اعتباری اسے مار رہی تھی۔

کیا وہ اس قابل بھی نہیں تھی کہ اسے ایک موقع بھی ضامن دیتا۔ انہی سوچوں میں وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ پارک میں اس وقت اکا دکا لوگ موجود تھے۔

ہالہ یہ نہیں جانتی تھی کہ عاصم صاحب کے کارندوں کے علاوہ زمان کے بندے بھی اسے فالو کر رہے ہیں۔ زمان کے بندے ایک درخت کی اوٹ میں عاصم صاحب کے بندوں کا نشانہ لیے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایسی گولیاں ان کی جانب پھینکی جن کی پسٹل سے نکلنے کی کوئی آواز نہیں تھی اور ان کے آگے ایسا لیکوڈ لگا تھا جو انسان کے جسم میں گولی کے تھرو جاتے ہی اسے کچھ دیر کے لیے بے ہوش کر دیتا ہے۔

جیسے ہی عاصم صاحب کے کارندے بے ہوش ہوئے زمان کے ایک شخص ہالہ کے پاس آیا جو بینچ پر اردگرد سے بے گانہ بیٹھی تھی۔اس نے پیچھے سے ایک رومال ہالہ کے چہرے پر رکھا اور آہستگی سے ہالہ کو اٹھا کر پارک کے پچھلے راستے سے نکل گیا جہاں زمان شاہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔

⚙......⚙......⚙

ضامن اور اویس عالم جیسے ہی گھر پہنچے وہاں رمشا، ضامن کی ممی اور عاصم صاحب پہلے ہی موجود تھے جنہیں چوکیدار نے ہالہ کے گھر سے باہر پارک میں جانے کا بتا دیا تھا۔انہوں نے اپنے مزید بندے پارک کی جانب بھیج دیے تھے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ٹھیک ہے انہیں ہاسپٹل پہنچاؤ۔"

"کیا ہوا۔" اویس صاحب نے عاصم ملک سے پوچھا۔

"وہ دو لڑکے جو ہالہ کو فالو کر رہے تھے وہ پارک میں بے ہوش ملے ہیں۔" انہوں نے تفصیل بتائی۔

"مجھے سر باقر کو کال کرنی پڑے گی اب انہیں کھلا چھوڑنا خطرے سے خالی نہیں۔"

اویس عالم نے چیف آف آرمی سٹاف کا ذکر کرتے انہیں کال کی۔کچھ دیر بعد ان کے پی اے نے لائن تھرو کروائی۔

"ہیلو سر! کیسے ہیں آپ۔سر آپ کو کل ایک فائل بھجوائی تھی۔جی، جی رحمان شاہ کی۔سر اس کے اڈوں پہ ریڈ کرنا مسٹ ہو گیا ہے کیونکہ اس نے ہمیں پرسنل اٹیک کیا ہے اور عاصم ملک کی بہو کو کچھ دیر پہلے کڈنیپ کیا ہے۔مگر وہ بس ابھی تو نکاح کیا تھا۔سر آپ کی پرمیشن ہو تو آج رات ہی......تھینک یو سر، اللہ حافظ۔"

ان کی گفتگو سے اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ سر باقر نے انھیں پرمیشن دے دی ہے۔
"سر نے کہا ہے آپ ریڈ کی تیاری کریں ان کا ایک بندہ ابھی اس کے وارنٹ گرفتاری لے کر یہاں پہنچ رہا ہے۔"
انہوں نے ضامن کو دیکھتے ہوئے کہا کہ اسی وقت تنویر کی کال آ گئی۔
"ہاں تنویر کیا رپورٹ ہے۔" اویس صاحب نے پوچھا۔
"سر! وہ ہالہ کو لے کر اپنے اڈے پر ہی ہیں۔ جلد آپ لوگ پہنچیں میں یہاں کے کچھ راستے کلیئر کرواتا ہوں۔ اب بے فکر ہو کر آئیں۔ میں نے اپنی ایک الگ ٹیم اس کے خلاف بنائی ہوئی ہے۔ ہم آپ کو اپ ڈیٹس دیتے رہیں گے۔"
یہ کہتے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔
"لاہور کال کر کے سب کو الرٹ کرو ضامن۔" انہوں نے ضامن کو ہدایت دے کر سمیعہ کو کال کی۔
"ہاں بیٹا میں تمہیں نمبر سینڈ کر رہا ہوں یہ تنویر کا ہے تم اپنے سوفٹ ویئر پر اس کی لوکیشن ابھی سرچ آؤٹ کرو، ہم آج رات ہی ریڈ کر رہے ہیں۔"
سمیعہ کو ہدایت دے کر وہ فارغ ہوئے ہی تھے کہ باقر صاحب کا بندہ وارنٹ گرفتاری لے کر آ گیا۔ انہوں نے پیپرز پکڑے اور سیدھا آرمی ائیربیس پہنچے۔ راستے میں ہیلی کاپٹر ریڈی کرنے کا کہا۔ ان کے پہنچتے ہی تمام انتظامات پورے تھے۔ وہ اور ضامن ہیلی کاپٹر میں لاہور کی جانب روانہ ہوئے۔

"یو بلڈی بچ، ہمارے خلاف ثبوت دینے لگی تھی۔ بتا کدھر ہیں وہ پیپرز۔" زمان شاہ کچھ

دیر پہلے ہی اسے لے کر اپنے اڈے پر پہنچا تھا۔ اوپر والی سٹوری میں ایک بیڈ روم میں اسے لے کر پہنچا۔ اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارتے ہوئے غصے سے بولا۔

"مر جاؤں گی مگر کوئی ثبوت تمہارے حوالے نہیں کروں گی۔"

اتنا بھاری تھپڑ کھانے کے باوجود وہ نڈر لہجے میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ تنویر بھی پاس کھڑا بمشکل خود پر قابو رکھے کھڑا تھا۔ بہرحال وہ ان کے ریڈ سے پہلے زمان شاہ یا رحمان شاہ کو کسی قسم کا شک نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ وہ ان کا بندہ نہیں۔

"کیا بکواس کی ہے۔" زمان شاہ تو بپھر گیا اور پھر تھپڑوں کی بارش اس نے ہالہ کے منہ پر کردی۔ اس کا ہونٹ پھٹ گیا اور منہ پر نیل پڑ گئے۔

"باندھو اس بچی کو، کل تک ایک دو اور اس سے بھی خطرناک خوراکیں ملیں گی ناں تو سیدھی ہو جائے گی۔ اکڑتی ہے زمان شاہ کے آگے جس سے ایک زمانہ پناہ مانگتا ہے۔" زمان شاہ منہ سے کف اڑاتا تنویر کو کہہ کر چلا گیا۔

وہ آہستہ سے اس کے قریب آیا۔ آہستہ سے اسے سیدھا کیا تو اس کا دل کٹ گیا ہالہ کا سوجا چہرہ دیکھ کر۔ اپنے جس دوست نما بھائی اور اس کی اولاد کے لیے اس نے عمر تیاگ دی آج اس کے سامنے اس کا کیا حال ہوا۔ اس نے بمشکل اپنے آنسو روکے کیونکہ اس وقت جذبات سے نہیں عقل سے کام لینے کا وقت تھا۔ ذرا سی بھی چوک ہوتی تو ہالہ ان سب کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ لہٰذا اس نے اپنے جذبات کو قابو کیا۔

ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ دونوں ہیڈ کوارٹر پہنچے جہاں ان کی پوری ٹیم پہلے سے ہی تیار تھی۔ سمیعہ نے جگہ ٹریس آؤٹ کر کے پورا میپ ان کے سامنے کھولا۔ ساتھ ساتھ تنویر کے میسج بھی

آ رہے تھے کہ کون کون سا ایریا انہوں نے خالی کروالیا ہے۔
سوائے سمیعہ اور اسفند کے اور کسی کو نہیں پتہ تھا کہ اس ریڈ میں ضامن کی بیوی کو بھی بازیاب کروانا ہے۔ وہ سب اللہ کا نام لے کر گاڑیوں میں نکلے۔ سمیعہ بھی ساتھ تھی اور وقتاً فوقتاً میپ سے وہی سارا راستہ بتا رہی تھی۔
اس ایریا سے کوئی سو گز کی زمین پر صرف اونچی اونچی گھاس اور درخت تھے۔ دور سے دیکھنے پر کوئی یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہاں کچھ دور کوئی رہائش بھی ہو سکتی ہے۔
ضامن گاڑیوں سے اترتا اپنی ٹیم کو لیڈ کرتا زمین پر لیٹ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ رہائشی ایریا کے پاس آ گئے۔ ضامن نے سب کو مختلف راستوں سے اندر جانے کو کہا۔ تنویر بتا چکا تھا کہ ہالہ کو اوپر کے پورشن میں رکھا گیا ہے۔
ضامن، اسفند کو اپنی ڈیوٹی ٹرانسفر کر کے خود اوپر کے پورشن کی طرف پانی کی پائپ سے چڑھا۔ کسی سانپ کی طرح وہ اس کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچا جہاں ہالہ تھی۔ ضامن نے کھڑکی سے ذرا سا جھانک کر دیکھا تو اسے زمان شاہ اور رحمان شاہ نظر آئے۔
"کچھ منہ کھولا ہے اس نے یا نہیں۔" رحمان شاہ غصے سے اسے گھورتا ہوا بولا۔
"نہیں بہت ڈھیٹ ہے۔" زمان شاہ کی لال انگارہ آنکھیں اس پر جمی تھیں۔
"بس پھر آج کی رات تم اس کمرے میں رہ کر اسے اپنی زبان میں سمجھاؤ۔" ابھی رحمان شاہ کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ پیچھے سے فائرنگ کی آواز آئی۔
"یہ کیا ہوا ہے۔ تم اس کو نہیں چھوڑنا۔" رحمان شاہ گھبرا کر بھاگا۔ اسی لیے ضامن شیشے کو توڑتا ہوا کمرے میں آیا۔
"تم۔" زمان شاہ تو اسے دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اتنی

جلدی یہ لوگ کوئی ایکشن لے لیں گے۔ وہ اس وقت خالی ہاتھ تھا۔

ضامن نے گن کا رخ اس کی جانب کر کے اسے ہاتھ اٹھانے کا کہا۔ ہالہ کو جس کرسی سے باندھا گیا تھا اس کی پشت ضامن کی جانب تھی۔ اس نے ابھی ہالہ کو نہیں دیکھا تھا اور نہ ہالہ نے اسے مگر اسے پتہ چل گیا تھا کہ اس کا نجات دہندہ آ گیا ہے۔

"ہاں میں تمہارا باپ۔" ضامن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اب پیچھے سے فائرنگ کی آواز آنی بند ہو گئی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ہالہ کی کرسی کا رخ اپنی جانب کیا اور جو چہرہ اس کے سامنے تھا اس نے اس کے اندر غصے کی شدید لہر پیدا کی۔

جگہ جگہ نیل اور پھٹا ہونٹ جس پر اب خون جم چکا تھا۔ ضامن کو ہالہ کی جانب متوجہ دیکھ کر زمان نے بھاگنے کی کوشش کی مگر ضامن کی گن سے نکلنے والی گولی نے اس کی ٹانگ زخمی کر کے اس کی کوشش ناکام بنا دی تھی۔

زمان یہ بھول گیا تھا کہ سیکرٹ ایجنٹس کی دو نہیں دس آنکھیں ہوتی ہیں۔

اسی وقت تنویر اندر آیا۔

"ضامن! ہالہ کو لے کر چلو۔ سب کو ہم نے قابو کر لیا ہے۔" زمان تو تنویر کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن کر ششدر رہ گیا۔ اب اسے سمجھ آ گیا کہ ضامن لوگ کیسے اتنی جلدی حرکت میں آ گئے۔

"آستین کے سانپ۔" زمان تنویر پر پھنکارا مگر زخمی ٹانگ کی وجہ سے کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

"آپ ہالہ کو لے کر جائیں۔ اس کمینے کو میں اس کے انجام تک پہنچا کر آؤں گا۔ جس نے میری زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کی اسے میں اتنی آسانی سے معاف نہیں کر سکتا۔ ڈرل مشین

کہاں ہے۔" اس نے اپنی نظریں زمان پر جماتے ہوئے کہا جن میں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔۔تنویر نے اس کمرے کی ایک الماری سے ڈرل مشین نکال کر ضامن کو دی۔

"ضامن۔" ہالہ نے پریشان ہو کر اسے دیکھا۔

"انکل اسے لے جائیں۔" ضامن تو جیسے ہالہ کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔

تنویر ہالہ کے ہاتھ پاؤں کھول کر اسے لے کر باہر نکل گئے۔

"انکل! ضامن کیا کرنے لگے ہیں اس کے ساتھ۔"

ہالہ نے باہر آ کر دہشت سے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اندر سے ڈرل کی اور کسی کی دلدوز چیخوں کی آواز آئی۔

"یہ...... یہ......" ہالہ تو دہشت سے کچھ بول بھی نہیں پائی۔

"اس نے میری جس پیاری بچی کا یہ حال کیا ہے تو ایک گولی اس کا بدلہ لینے کے لیے کافی نہیں تھی۔ بس اب تم چلو یہاں سے۔" یہ کہتے ساتھ ہی وہ ششدر کھڑی ہالہ کو لے کر باہر آ گئے۔

اگلے کچھ دنوں میں رحمان کا نہ صرف سارا گینگ پکڑا جا چکا تھا بلکہ ان کے توسط سے بہت سے اور شرپسند گروہوں کو پکڑا جا چکا تھا جو پاکستان میں مختلف جگہوں پر دہشتگردی کے واقعات میں انوالو تھے۔

رحمان سے انہوں نے یہ بھی کنفیس کروا لیا تھا کہ سرفراز کو اس رات اسی نے مروایا تھا اور اس جرم میں اسے پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی۔

اسفند اور سمیعہ کی شادی طے ہو گئی تھی۔ ہالہ کو عاصم صاحب اپنے گھر لے آئے تھے جبکہ

ضامن کا سب نے بائیکاٹ کیا تھا کیونکہ ہالہ نے سب کو اس شام کی تھپڑ والی بات بتا کر رخصتی سے انکار کر دیا تھا جو ہالہ کے چہرے کے زخم ٹھیک ہونے کے ہفتے بعد رکھی تھی مگر وہ سب جاننے کے بعد سب نے اس کا ساتھ دیا تھا اور اس کا اپنے ہی گھر میں داخلہ ممنوع کر دیا تھا۔

ضامن کو دو ہفتے سے زیادہ ہو گئے تھے۔ روز وہ ہالہ کو کالز کرتا اور ڈھیروں میسجز مگر وہ کسی کا ریپلائی نہیں کر رہی تھی۔

ایک دن تنگ آ کر اس نے بہن کو فون کیا۔

"کیوں فون کیا ہے آپ نے مجھے۔" وہ غصے سے بولی۔

"یار! کیا ہو گیا ہے تم سب کو بس کر دو اب۔ بھابھی بھائی سے زیادہ پیاری ہو گئی ہے۔ یاد کرو وہ دن جب میں تمہاری ایک بک ڈھونڈنے کے لیے ٹریننگ سے تھکا ہوا آیا تھا اور پھر بھی سارا دن سڑکوں پر مارا مارا پھرتا تھا۔ وہ دن بھی یاد کرو جب بارش میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اور سردیوں کی بارش میں تمہیں بھیگنے سے بچانے کے لیے میں ورکشاپ تک گاڑی کو دھکا لگا کر لے گیا تھا۔ اور آج میری ایک غلط فہمی کی تم سب اتنی کڑی سزا دے رہے ہو۔ میں اپنی فیملی ہوتے ہوئے تنہا ہو گیا ہوں۔"

ضامن نے پوری طرح بلیک میلنگ کر کے رمشا کو گھیرا تھا اور اپنی جذباتی ایکٹنگ پر اس کا دل کیا خود کو آسکر دے دے۔

"اچھا بھائی بس کرو میں تو کب کا تمہیں معاف کر چکی ہوں مگر بھابھی کچھ سننے کو تیار ہی نہیں۔" آخر رمشا اس کی جذباتی باتوں کے زیر اثر آ ہی گئی۔

"تمہاری بھابھی کی تو ایسی کی تیسی اب وہ میری بلیک میلنگ دیکھے۔" یہ سب وہ صرف دل میں ہی سوچ سکا۔

"تم بس میری تھوڑی ہیلپ کردو جیسے میں کہوں ویسے ہی کرنا اور ہاں پلیز اس کی کوئی پکچر ہی سینڈ کردو۔ وانا سی ہر۔" رمشا کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے آخر میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے کہا۔

"اوکے وہ تو میں ابھی کردیتی ہوں۔ اوکے بائے ناؤ۔" رمشا خود بھی اپنے بھائی بھابھی کو اب اکٹھے دیکھنا چاہتی تھی۔

"بھابھی! واو کتنی کیوٹ لگ رہی ہیں آپ اس کلر میں چلیں ایک سیلفی ہو جائے۔"

وہ جو لاؤنج میں بیٹھی سمیعہ کی شادی میں پہننے کے لیے کپڑوں کے ڈیزائن دیکھ رہی تھی رمشا کی اس معصوم سی فرمائش پر بے اختیار اس پر اسے بہت پیار آیا۔

"اگر بھابھی کو پتہ چل جائے کہ کس مقصد سے یہ پکچر لے رہی ہوں تو یہ ہاتھ جو میرے گرد پیار سے لپٹا ہے میری گردن دبانے میں ایک سیکنڈ کی دیر نہ لگائے۔"

ضامن بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ رمشا کے میسج کا۔ کتنے دن ہو گئے تھے اس دشمن جاں کو دیکھے ہوئے۔

کچھ دیر بعد اسے واٹس ایپ میسج کی ٹون سنائی دی۔ اس نے تیزی سے میسج اوپن کیا تو رمشا اور ہالہ کی تصویر نظر آئی۔ لائٹ لیمن اور فیروزی ڈریس میں وہ ہمیشہ کی طرح اس کے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گئی تھی۔

"مسنگ یو سویٹ ہارٹ ٹیریبلی۔" کتنے ہی اس کی سنگت میں گزرے یادگار لمحے اس کی نظروں کے آگے سے گزرے۔

❁……❁……❁

"یار! تجھ سے زیادہ بے مروت دوست نہ دیکھا نہ سنا۔"

ضامن نے اسفند کو کال کی جو اپنی شادی کی چھٹیاں لے کر گھر گیا ہوا تھا۔ ایک دن بعد مہندی تھی۔

"اگلی بکواس کر۔" اسفند کا دماغ بھی ہالہ والی بات پر تپا ہوا تھا۔

"یار! بس کر اب کیا سب کے ساتھ ساتھ تجھ سے بھی معافی مانگوں۔ وہ سب شدید محبت میں ہو گیا تھا۔" ضامن نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی۔

"بیٹا! اگر محبت میں ایسا کیا تھا تو پھر رخصتی کے بعد ہم ہالہ کو نیل و نیل ہی دیکھیں گے۔" اسفند کے طنز پر وہ بمشکل اپنا قہقہہ روک سکا۔

"اچھا یار! تو بس میرا اپنی شادی میں آنے والا معاملہ بحال کروا۔ ڈیڈی نے تو سختی سے مجھے منع کیا ہے کہ میں تیری شادی میں نظر نہ آؤں۔"

"خیر تجھ سے پھڈے اپنی جگہ مگر تیرے بغیر تو میں نکاح کے پیپرز پر سائن نہیں کروں گا۔"

اسفند کی محبت پر اسے فخر ہوا۔

"تھینکس بڈی، مگر علاقہ غیر میں یہ خبر نہ پہنچے۔"

"ضامن تو کتنا ڈرتا ہے ہالہ سے...... ہاہاہا۔" اسفند کی ہنسی نے اسے تپایا۔

"بیٹا! کچھ دن بعد تجھ سے پوچھوں گا۔"

"ہیلو یار! میں ایک ڈریس بھیج رہا ہوں پلیز کسی بھی طرح ہالہ نے مہندی کی رات یہی پہنا ہو۔ یہ تم پر ڈیپنڈ کرتا ہے کہ تم نے اسے کیسے منانا ہے۔" ضامن کے میسج نے رمشا کو اچھا خاصا پریشان کیا۔

"بھائی! خود تو مجنوں بنے ہو مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہو۔"

رمشا نے بے چارگی سے سوچا۔
شام میں رمشا نے ایک پارسل وصول کیا۔
"بھابھی! آپ سے ایک ریکویسٹ کرنی ہے پلیز مانیں گی۔"
رمشا پارسل لے کر ہالہ کے پاس آئی۔
"ہاں سویٹی کیوں نہیں۔" ہالہ نے پیار سے اسے کہا۔ دونوں اس وقت رمشا کے ہی روم میں تھیں۔
"میں نے سیٹ پر ایک ڈریس دیکھا تھا۔ مجھے بہت اچھا لگا اور میں نے آپ کے لیے آرڈر دے دیا میری وش ہے کہ آج آپ یہی پہنیں۔" رمشا نے محبت سے اسے کہا۔
"اوہ ڈیئر تھینک یو۔ مگر اب اس کا کیا کروں جو کل ہم لے کر آئے تھے۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔
"اچھا چلو دکھاؤ یہی پہنوں گی۔ خوش۔" اس نے محبت سے اسے کہا۔
"اوہ تھینک یو۔"
ہالہ نے پیکنگ کھولی تو اس میں بہت ہی شاکنگ اولیو گرین اور اورنج اور ریڈ کے رنگوں کے امتزاج کا غرارہ اور لانگ شرٹ پر بھی مگر ہیوی کام ہوا تھا۔
"یہ تو برائیڈل ڈریس لگ رہا ہے۔" ہالہ نے الجھتے ہوئے کہا۔
"پلیز بھابھی۔"
"اوکے اوکے۔" ہالہ کے مان جانے پر اس نے محبت سے اسے گلے لگایا۔ اور ضامن کو ڈن کے ساتھ وکٹری کا نشان بھیجا۔

یہ اسفند کی مہندی کے فنکشن کی بات تھی۔ ہر جانب رنگ و بو کا سیلاب تھا۔ سوائے ہالہ کے سب کو بتایا جا چکا تھا ضامن آ رہا ہے اس فنکشن میں۔ اسفند نے بڑی پس و پیش کے بعد بالآخر سب کو منا لیا تھا۔

ہالہ ضامن کے بھیجے ہوئے سوٹ میں کسی ریاست کی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ لمبے گھنے بال کھلے ہوئے، خوبصورتی سے کیے گئے میک اپ میں، نازک سی جیولری پہنے، ماتھے پر ایک سائیڈ پر جھومر لگائے یہاں سے وہاں پھر رہی تھی۔

سارا فنکشن اسفند کی گھر کے لان میں ارینج کیا گیا تھا۔ پہلے لڑکے والوں نے مہندی لانی تھی پھر لڑکی والوں نے چونکہ کمبائن فنکشن تھا سو دونوں سائیڈز نے باری باری آنا ڈیسائیڈ کیا۔

عاصم صاحب اور ضامن کی مدد بڑے فخر سے ہالہ کا تعارف اپنی بہو کی حیثیت سے سب میں کروا چکے تھے۔ ہالہ، سمیعہ کی بہن کے فرائض انجام دے رہی تھی۔ سو جب لڑکے والے تھال اٹھائے مہندی لے کر آئے تو ہالہ ان کو ریسیو کرنے مین انٹرنس کے اینڈ پر سمیعہ کے گھر والوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ اسفند کی بہنیں اور کزنز مہندی کے تھال پکڑے آگے تھیں جبکہ لڑکے کو اس کے دوستوں نے لانا تھا۔

ہالہ پھولوں کے تھال پکڑے کھڑی تھی۔ جیسے ہی اسفند کی کزنز مہندی لے کر اندر آ گئیں تو ان کے پیچھے دس ہیوی بائیکس پہ اسفند کے کزنز نے پہلے انٹری دی۔ سب لڑکے وائٹ شلوار قمیض پر ڈفرنٹ کلرز کی واسکٹس پہنے گجرا لگائے ہوئے تھے۔

سب نے اس منظر کو انجوائے کیا اور چیخیں اور تالیاں بجا کر لڑکے والوں کی ایسی انٹری کو اپریشیٹ کیا۔ آخر میں دو ہیوی بائیکس تھیں جن میں ایک پہ اسفند اور دوسری ہیوی بائیک پہ

بیٹھے شخص کو دیکھ کر ہالہ کو لگا اس کے چاروں جانب روشنیاں بکھر گئیں ہوں۔دل کے کسی کونے میں بہت شدید خواہش تھی اس ستم گر کو آج دیکھنے کی۔

وائٹ شلوار قمیض پر ایلو گرین واسکٹ پہنے کا کُلہ لگائے وہ بھی کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔اس نے اپنی بائیک بالکل ہالہ کے پاس روکی اور پھر اس سے اتر کر اسے نظر بھر کر دیکھا۔

وہ بولا۔ہائے مائی لیڈی۔"

ہالہ تو ابھی تک اس ساحر کی مسکراہٹ کے سحر سے نہیں نکل پائی تھی۔جس قدر وہ ہرٹ ہوئی تھی ابھی اتنی جلدی وہ اس کو معاف کرنے کے حق میں نہیں تھی۔

وہ اسٹیج کے پاس کھڑی مٹھائی کی چیزیں ارینج کرتی اسٹیج پر پہنچا رہی تھی کہ اس کے واٹس ایپ میسج کی ٹون آئی۔اس نے میسج اوپن کیا تو ضامن کا میسج تھا۔

"وانا ٹیک یو ٹو نائٹ ٹو آ کلیس ویر ٹو ون کڈ سی اس اینڈ آئی کڈ ٹیل یو ہاؤ مچ آئی لو یو۔"اور ساتھ ڈھیر سارے ہارٹس اور کسنگ اموجی تھے۔ہالہ کے گال دہک اٹھے۔اس نے غیر اختیاری طور پر جونہی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو اسٹیج پر اسفند کے ساتھ بیٹھے ضامن سے نظر ملی جو اس کے بلاشنگ فیس کو دیکھ رہا تھا۔اسے اپنی طرف دیکھتے پایا تو اپنی شرارتی مسکراہٹ سمیت اسے آنکھ ماری۔ہالہ نے بے اختیار رخ پھیر کر اپنے دھڑ دھڑ کرتے دل کو سنبھالا۔

مہندی کی رسم کے بعد جیسے ہی گروپ فوٹوز کا سلسلہ شروع ہوا اسفند نے عاصم صاحب اور ان کی فیملی کو آنے کو کہا۔

عاصم صاحب اور ان کی بیگم سمیعہ اور اسفند کے ساتھ صوفوں پر بیٹھ گئے جبکہ ہالہ اور رمشا صوفے کے پیچھے چلی گئیں۔ہالہ نے شکر کیا کہ ضامن نہیں تھا وہاں۔مگر یہ شکر تھوڑی دیر کا تھا۔

جیسے ہی فوٹو گرافر پکچر لینے لگا اسفند نے اسے روک کر ادھر ادھر دیکھا کہ دائیں طرف سے ضامن آتا دکھائی دیا۔ہالہ جز بز ہوئی، جب ضامن اس کے دائیں طرف آیا کیونکہ اس کے بائیں طرف رمشا کھڑی تھی۔

ابھی فوٹو گرافر تصویر لینے ہی والا تھا کہ ہالہ کو اپنی کمر پر ضامن کا ہاتھ سرسراتا محسوس ہوا۔ اس کی تو سانس سینے میں اٹک گئیں۔

''بھابھی! پلیز تھوڑا سا سمائل کریں۔'' فوٹو گرافر بھی ان کا جاننے والا تھا جس کو پتہ تھا کہ ہالہ ضامن کی منکوحہ ہے۔ہالہ نے ایک غصیلی نظر ضامن پر ڈالی جو سامنے دیکھتا شرارتی انداز میں مسکرا رہا تھا۔

ہالہ نے ایک سیکنڈ میں کچھ سوچا اور اپنا پاؤں انداز سے آگے کر کے اپنی ہیل کے نیچے ضامن کا پاؤں زور سے دبایا۔ضامن یکدم چیخا اور ہالہ نے فوراً پاؤں کھینچ کر منہ نیچے کر کے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

''کیا ہوا۔'' سب نے یکدم پریشانی سے پوچھا۔

''نہیں وہ پاؤں پہ کچھ کاٹا ہے۔''

اسفند پریشانی سے کھڑا ہوا۔

''دکھاؤ۔''

''ارے کچھ نہیں ہوا بیٹھو تو۔''

اسے بٹھا کر اب کی مرتبہ ضامن نے تمیز سے ہتھیلی پکڑی۔

○......○......○

کھانے کے بعد رمشا ہالہ کے پاس آگئی۔

"بھابھی! وہ اویس انکل باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں کہہ رہے ہیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"تو کیا وہ جا رہے ہیں۔" ہالہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شاید آپ جلدی سے جائیں۔" ہالہ تیزی سے اپنا لہنگا اٹھائے باہر آئی۔ ابھی وہ گلی میں نکل کر ان کی گاڑی ڈھونڈ رہی تھی کہ ایک ہاتھ نے اس کا ہاتھ تھاما۔ اس نے ڈر کر دیکھا تو وہ ضامن تھا۔ جو اسے لیے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہیں کہاں لے جا رہے ہیں چھوڑیں میرا ہاتھ۔"

وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔ جو خاموشی سے اسے لیے گاڑی میں بٹھا کر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب آیا مبادا کہ وہ لاک کھول کر اتر تی۔ بیٹھتے ساتھ ہی وہ زن سے گاڑی بڑھا لے گیا۔

"آپ لاک کھول رہے ہیں یا میں شور مچاؤں۔" ہالہ کو سمجھ آ گئی تھی کہ جب تک ضامن لاک نہیں کھولے گا اس کی سائیڈ کا دروازہ نہیں کھلے گا۔

وہ تھک ہار کر بیٹھ گئی۔ ضامن خاموشی سے کوئی نمبر ملا رہا تھا۔

"چلو! میرے اماں ابا کو بتا دینا کہ ہالہ کی رخصتی ہو گئی ہے۔ اس وقت وہ اپنے میاں کے ساتھ اپنے گھر جا رہی ہے اور وہاں سے ڈائریکٹ اس کے بیڈ روم۔"

ضامن کی بات سن کر اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوئے۔

"ہاہاہا! آفکورس میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ مجھ سے پہلے تو ہیر شادی شدہ کہلائے۔ ایویں ہی تو آج کا ڈریس نہیں بھجوایا تھا۔ دلہن بنا کر ہی اسے اپنے روم میں لے کر جانا تھا نا۔"

ضامن تو آج اسے شاکس پہ شاکس دینے پہ تلا ہوا تھا۔ اس نے کن انکھیوں سے ہالہ کے حیران چہرے کو دیکھا۔

"چل اب باقی سب کو تم سنبھال لینا۔" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر کے ایک نظر ہالہ کے غصیلے چہرے پر ڈالی۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا جھومر ٹھیک کیا جو اسے گاڑی میں زبردستی بٹھانے کے چکر میں اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔

ہالہ نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"دھیان سے گاڑی چلائیں۔ جس گولڈن نائٹ کے چکر میں یہ ساری پلاننگ کی ہے ناں ایکسیڈنٹ کرا کر کہیں اس سے محروم نہ ہو جائیں۔"

"ہاہاہا۔" اس کی جلی کٹی بات نے ضامن کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کیا۔

"کسی بھول میں مت رہیے گا۔ میں اتنی آسانی سے آپ کو اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔" اس نے غصے سے ضامن کو گھورا۔

"آہاں...... دشمنی کا کھلم کھلا اعلان۔" ضامن اس کے لہجے سے محظوظ ہوا۔

گھر آتے ہی گاڑی اندر لے جا کر اس نے ہالہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور ایک مرتبہ پھر آج اسے کوئی موقع دیے بغیر اپنے بازوؤں میں اٹھایا۔

"ضامن چھوڑیں میں چلی جاؤں گی۔" وہ اس کے سینے پر مکے مارتے ہوئے چلائی۔

ضامن نے جھک کر اس کی غصے سے لال ہوتی پیاری سی ناک کی ٹپ پر کس کیا۔ اور بس وہیں اس کی بولتی بند ہو گئی۔

کمرے میں لا کر اسے بیڈ پر بٹھاتے ضامن نے پلٹ کر کمرے کے دروازے کو لاک کیا۔

ہالہ کی تو حالت غیر ہو رہی تھی۔ وہ اس کے سامنے دوزانو بیڈ کے پاس بیٹھا اور اس کی گود میں سر رکھ دیا۔

"آئیم ایکسٹریملی سوری فار ایچ اینڈ ایوری تھنگ۔ میں نے آپ پہ ہاتھ اپنی محبت کی انتہا میں اٹھایا تھا۔ میرے لیے یہ تصور ہی اتنا جان لیوا تھا کہ کوئی آپ کا دعوے دار بن کر میرے پاس آئے اور وہ کہتے ہیں ناں کہ محبت اندھی ہوتی ہے اور آپ کو پتہ ہے عشق انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور آپ سے میں نے عشق کیا تھا۔ پھر بھی میں اس سب کے لیے معافی مانگتا ہوں جتنا مارنا ہے مجھے مار لیں مگر مجھ سے یہ دوری والی بات مت کریں میں نے یہ دن بہت تکلیف میں گزارے ہیں۔ پلیز ہالہ......"

ضامن ابھی بات کر ہی رہا تھا کہ ایک آنسو کا قطرہ اس کے بالوں پر گرا۔ یکدم اس نے سر اٹھایا تو دوسری طرف برسات شروع ہو چکی تھی۔

"ہالہ میری جان۔" وہ بے اختیار اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا اور اسے بانہوں میں لینا چاہا کہ اس نے روتے ہوئے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"مت ہاتھ لگائیں مجھے۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

ضامن نے زبردستی اسے کھینچ کر اپنے بازوؤں میں بھینچا اور اس کے بالوں پہ، ماتھے پر بوسے دیئے۔

"اتنی تکلیف آپ کے تھپڑ سے نہیں ہوئی تھی جتنی آپ کی بے اعتباری نے دی تھی۔" اس کے سینے پر سر رکھے وہ روتے ہوئے شکوے کر رہی تھی۔

"ویری سوری۔"

"مجھے لگا میں تپتی دھوپ میں کھڑی ہو گئی ہوں۔ آپ تو میری چھاؤں ہیں۔ میرا سب

سے قیمتی رشتہ اگر آپ ایسے کریں گے تو میں کہاں جاؤں گی۔" رو رو کر وہ دل کی بھڑاس نکال رہی تھی اور ضامن کے لیے اسے سہنا مشکل ہو رہا تھا۔

"آئندہ ایسے نہیں ہو گا۔" ضامن کے لفظوں پر وہ یقین لے آئی۔ پھر یکدم کچھ یاد آنے پر پیچھے ہوئی۔ ضامن نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ نے اس رات زمان کے ساتھ ڈرل سے کیا کیا تھا۔"

"ہالہ پلیز ڈونٹ ٹاک اباؤٹ اینی ون ایلس۔" ضامن نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"پلیز بتائیں ناں۔ نہیں تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔" اس نے ضامن کو دھمکی دی۔

"یہ فرسٹ اور لاسٹ ٹائم بتا رہا ہوں اور رواِئز ہم اپنے مشن اور پروفیشنل لائف سے متعلق باتیں اپنے گھر والوں کو بھی نہیں بتاتے۔"

"وہ مشن پرسنل بھی تھا اور اس سے بدلہ آپ نے اپنے پرسنل کنسرن کی وجہ سے لیا تھا۔"

"ہاں یہ سچ ہے، جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا تو آئی کانٹ ٹیل یو مجھ پر کیا قیامت ٹوٹی تھی لہٰذا میں نے ان ہاتھوں میں اتنے سوراخ کیے تھے کہ وہ ہاتھ آئندہ اٹھنے کے قابل نہ رہیں۔"

"اف ضامن، آپ کتنے خوفناک ہیں۔" وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اس کی بات سنتی اس سے پیچھے سرکی۔

"میں اس سے بھی دہشت ناک ہو جاؤں گا اگر اب آپ مجھ سے دور ہوئی۔ اسی لیے نہیں بتا رہا تھا۔" اس نے ہالہ کو دھمکی دی۔

"اس کے تو مجھ پر اٹھنے والے ہاتھوں کے ساتھ تو یہ سلوک کیا اور آپ نے جو مجھ پر ہاتھ

اٹھایا تھا اس کا کیا۔" ہالہ نے اسے جتایا۔

ضامن نے اس کے آگے اپنا وہی ہاتھ پھیلایا۔

"آپ کی مرضی جو سلوک کرنا چاہیں کریں میں اف تک نہیں کروں گا۔"

اپنی اسی جان لیوا مسکراہٹ سے اس نے ہالہ کو دیکھا۔

ہالہ نے ایک نظر اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں ہر طرف بس وہی تھی۔

اس نے دھیرے سے اس کے ہاتھ کو تھام کر اس پہ اپنے لب رکھے پھر اپنے گال سے مس کرتے ہوئے بولی۔

"یہ ہاتھ تو میرے نجات دہندہ ہیں۔"

ضامن نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا اور پھر اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگونے لگا۔

http://sohnidigest.com